درس حدیث

محمد اظہر مدنی

غیر اللہ کی قسم کھانا حرام ہے

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادرک عمر بن الخطاب وھو یسیر فی رکب یحلف بابیہ فقال:الا ان اللہ ینھا کم ان تحلفوا بآبائکم ، من کان حالفا فلیحلف باللہ أو لیصمت.(صحیح بخاری-6646 / کتاب الایمان والنذور باب لاتحلفوا بابائکم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو وہ سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ چل رہے تھے اور اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:خبردار!یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے آباء واجداد کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے۔جسے قسم کھانی ہے اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی قسم کھائے ورنہ چپ رہے۔

تشریح : دورحاضر میں قسم کھانا ایک عام چلن اور فیشن بن گیا ہے۔ہر چھوٹی بڑی بات پر قسم کھانا پھر اس قسم کی بے حرمتی کرنا آج کل عام سا ہو گیا ہے۔اس پر مستزاد یہ کہ اکثر قسمیں غیر اللہ کے نام کی کھائی جاتی ہیں،جبکہ شریعت اسلامیہ نے قسم کھانے کے اصول وضوابط مقرر فرمائے ہیں تاکہ اس کی عظمت واہمیت کے ساتھ کھلواڑ نہ ہو،اس کا مقام ومرتبہ باقی رہے۔یہی وجہ ہے کہ قسم توڑنے کی پاداش میں بطور جرمانہ کفارہ کو واجب قرار دیا گیا ہے۔قسم کو قرآن وحدیث کی اصطلاح میں ’’حلف‘‘اور’’یمین‘‘ کہا جاتا ہے۔انسان بہت ساری وجوہات کے پیش نظر قسم کھاتا ہے،کبھی تو اپنی بات میں قوت واستحکام پیدا کرنے کے لئے قسم کھاتا ہے تو کبھی لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اور کبھی کذب بیانی کے ذریعہ اپنے جال میں پھانسنے کے لئے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بلاوجہ قسم کھانا انسان کی عادت بن جاتی ہے پھر وہ بات بات پر قسم کھاتا ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ قسم ایک عظیم چیز ہے اس کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی ذات وصفات سے جوڑا ہے اور اپنے علاوہ غیروں کے نام اور ان کی صفات کی قسم کھانے کو حرام قرار دیا ہے۔مذکورہ بالا حدیث سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو خبردار کیا اور ارشاد فرمایا:اگر تم کو قسم کھانی ہو تو اللہ کی قسم کھاؤ ورنہ خاموشی اختیار کرو،کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ’’لا والکعبة‘‘نہیں،کعبہ کی قسم!تو اس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان کو ٹوکا اور کہا کہ اللہ کے علاوہ کسی کی بھی قسم نہ کھائی جائے کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے یا تو کفر کیا یا شرک کیا اور یہ دونوں ہی انسان کے ایمان کو برباد کردینے والی چیزیں ہیں۔

لہٰذا،قسم کی پاسداری بہت ضروری ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ کبھی اپنی قسم نہیں توڑتے تھے۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا کفارہ اتارا،اس وقت انہوں نے کہا کہ اب اگر میں کوئی قسم کھاؤں گا اور اس کے علاوہ کوئی چیز بھلائی کی ہوگی تو میں وہی کام کروں گا جس میں بھلائی ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کروں گا۔ اس واقعہ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ غلط بات پر قسم کھانا اور اس پر اڑے رہنا کوئی بہادری کی بات نہیں ہے بلکہ کفارہ ادا کرکے اس سے بری ہو جانا چاہئے۔حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم کھاتے تھے یا اللہ کی کسی صفت کے ساتھ جیسے’’واللہ‘‘’’وباللہ‘‘’’وتاللہ‘‘یا کبھی کہتے’’یامقلب القلوب‘‘دلوں کے پھیرنے والے اللہ کی قسم۔یا کبھی کہتے’’والذی نفسی بیدہ‘‘قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا فرماتے’’وعزتک‘‘تیری عزت کی قسم......اس کے علاوہ اگر کوئی شخص کسی اور دین یا مذہب کی قسم کھاتا ہے تو اسے بطور کفارہ کلمہ توحید’’لا الٰہ الا اللہ‘‘پڑھنا ہوگا۔بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:من حلف باللات والعزی فلیقل :لاالہ الااللہ‘‘جس نے لات وعزیٰ کی قسم کھائی اسے بطور کفارہ کلمہ توحید پڑھنا ہوگا۔اسی طرح اگر کوئی بھول چوک سے قسم کھائے یا توڑ ڈالے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے البتہ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ قسم کا بڑا مقام ومرتبہ ہے شریعت میں،لہٰذا احتیاط کا پہلو ہمیشہ غالب رہنا چاہئے اور اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔حدیث میں آتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا،والدین کی نافرمانی کرنا،کسی کی ناحق جان لینا اور قصداً جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے۔اسی طرح دنیاوی اغراض ومقاصد کے حصول کے لئے جھوٹی قسم کھانے کی سخت وعید آئی ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:بلاشبہ وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے دنیا کی معمولی پونجی خریدتے ہیں۔اور دوسری جگہ فرماتا ہے:’’وَلَا تَنقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیدِھَا‘‘(اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد پھر نہ توڑو۔)’’وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ کَفِیلاً‘‘(تم اللہ کی ضمانت اپنی بات پر دے چکے ہو۔)اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہم تمام لوگوں کو شریعت پر کاربند رہنے نیز قسم اور اس جیسے شریعت کے وہ تمام احکام ومسائل جو روزمرہ کی زندگی میں پیش آتے رہے ہیں ان کو سیکھنے،سکھانے اور عام کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔آمین ☆☆

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
ماہ رمضان کے بعد بھی اللہ سے ڈریں!	۶
عبادتوں سے منحرف کون ہوتا ہے؟	۸
انیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم	۱۴
وحی کے مختلف طریقے	۱۶
گاؤں محلّہ میں صباحی ومسائی مکاتب قائم کیجئے	۱۹
علم کی اہمیت وفضیلت	۲۰
مسواک کی فضیلت اور اس کے احکام	۲۲
قساوت قلبی کا علاج	۲۵
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۹
جماعتی خبریں	۳۰
احباب جماعت ومحسنین کے نام کھلا خط	۳۱
اپیل	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ ـــــــــــــ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ـــــــــــــ ۷/روپے
پاکستان ـــــــــــــ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

ضرورت ہے یقیں محکم اور عمل پیہم کی

کسی بھی کام کو انجام دینے کے لئے دو باتوں کو مدنظر رکھنا اور ان کو عملاً بروئے کار لانا ضروری ہوتا ہے۔ایک یہ کہ اس کام کو پورے اخلاص، کامل اعتماد ، پختہ یقین ،بھرپور جذبات اور بلند ہمت وعزم کے ساتھ شروع کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ اس کو بہتر طور پر انجام دینے کی انتہائی کوشش کی جائے۔کام کے نام پر الول جلول کوشش، دفع الوقتی اور ڈیوٹی برائے ڈیوٹی نہ ہو۔کام محض روٹین نہیں بلکہ روٹین کے مطابق پوری دلجمعی سے اسے انجام دیا جائے اور اس دوران ذرہ برابر بھی کسی کو یہ احساس اور اندازہ نہ ہو کہ یہاں ڈیوٹی از بیوٹی Duty is buty کے بجائے خانہ پوری کی جارہی ہے۔احساس ذمہ داری بھرپور ہو،شوق ولگن کی فراوانی ہو اور اسے بہتر سے بہتر کرنے کی جستجو اور آگے بڑھ کر کام کو احسن طریقہ سے انجام دینے کا دھن سوار ہو۔کسی نہ کسی مرحلے میں جواب دہی کی فکر دامن گیر ہو۔اگر دہریہ اور ملحد بھی ہو تو کم از کم خود احتسابی کے جذبہ،فکر اور ہم وغم سے سرشار ہو۔رہا بندے کا آقا ومولی اللہ جل شانہ کے حضور جواب دہی کا مسئلہ تو یہ تو ہونا ہی ہے۔جو بندۂ مومن ہے وہ اس احساس کے تحت ہی ہر کام اور ہر معاملہ انجام دیتا ہے۔ دیگر دنیاوی رقیبوں، حریفوں، حاسدوں اور مالکوں کا معاملہ اس کے نزدیک یا تو کوئی معنی ہی نہیں رکھتا یا کسی مرحلے میں ان کی معنویت تسلیم کی بھی جائے تو مالک حقیقی کی رضا کے حصول کے بعد ان سب کا مداوا وکفارہ ہوجاتا ہے۔

پھر ایسا نہیں ہے کہ اس راہ کی ساری رکاوٹیں بظاہر بھی ختم ہوجاتی ہیں بلکہ اس کے اخلاص کی تپش ،شوق وذوق کی فراوانی، جوش وجذبہ کی کرم فرمائی ، جہد وعمل کی گرمی اور عزم وہمت کی بلندی کے سامنے یہ سب ہیچ ہوجاتی ہیں، اسے ان کی پرواہ نہیں ہوتی اور نہ وہ چٹان جیسی رکاوٹیں اس کے لئے سدراہ بنتی ہیں۔ قافلے چلتے رہتے ہیں۔جانور اپنی بولی بولتے رہتے ہیں اور بدفالی کرنے والے

اور برا سوچنے اور برائی کرنے والے ناکام ونامراد ہوتے رہتے ہیں۔ اگر بندۂ مومن اپنے طور پر مومن کامل اور پکا مسلمان ہونے کا کردار ادا کرے اور دشواریوں، آزمائشوں اور مشکلات پیش آنے پر صبر وشکیبائی کے ساتھ مشقتیں برداشت کرے تو وہ سخت سے سخت اور سنگ دل آدمی کو اپنی نرم خوئی، کردار کی بلندی، عزم وارادہ کی پختگی اور محبت فاتح عالم کی تمازت سے پگھلا دے تا آنکہ جو دشمن جان وایمان بنا ہوا تھا وہ گرم جوش اور جان نچھاور کرنے والا دوست اور صدیق حمیم بن جائے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْن. وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَاالسَّیِّئَۃُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَاالَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ" (فصلت:۳۴) "اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست" دنیا کی ساری رکاوٹیں دور ہو جائیں اور سارے بند راستے جو دراصل انسان کی تعمیر وترقی، عزت وسطوت، دولت وقوت اور دین وایمان کی طرف جاتے ہیں کھل جائیں اور وہ سب پھر سے شاہراہ تعمیر وترقی بن کر قدموں تلے آجائیں۔ خوف وہراس کا شکار ہونے کے بجائے سب مل کر اطمینان وسکون اور امن وشانتی کا پیغام سنانے لگیں اور ہر طرح کی ناکامی دنیوی کامیابیوں اور اخروی سعادتوں کا پیش خیمہ بن جائے۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ (العنکبوت:٦٩) "جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انھیں اپنی راہیں ضرور دکھادیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی اس گارنٹی کے باوجود تم اقتصادی ومعاشی وبدحالی کی فکر میں گھلے جارہے ہو کہ تم پر معاش کے دروازے بند کر دیئے گئے اور تم روزی روٹی اور ادنی روزگار کے مواقع کے لئے ترس رہے ہو کہ اب معمولی کام بھی تمہیں نہیں ملتے اور بے روزگاری تمہارا مقدر بنتی جارہی ہے۔ تم کو یہ غم کھائے جارہا ہے کہ تمہاری تعلیمی سرگرمیوں پر پابندی عائد ہو جائے گی۔ تم ایک اچھے اسکول کی سوچ بھی نہیں سکتے۔ بلکہ اب تم تنگ گلیوں، بے روشندان کی جھونپڑیوں، انتہائی تنگ وتاریک کوٹھریوں اور حجروں میں اپنے نونہالوں کو علم وآگہی سے آشنائی کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے سے بھی عاجز ہو رہے ہو اور اسے بھی جاری وزندہ رکھنے کے راستے مسدود ہوتے دیکھ رہے ہو۔ سیاست اور سیادت وقیادت تو تم سے ہر سطح پر مکمل طور پر روٹھتی چلی جارہی ہے۔ جس منصب پر تمہیں خوشامد کرکے لایا جاتا تھا وہاں بھی اب تم اس قدر اچھوت ہوتے جارہے ہو کہ تمہارا وجود تو اچھوت تھا ہی اب کوشش یہ ہو رہی ہے کہ تمہارا نام اور پرچھائی بھی کسی طور پر نہ آنے پائے ورنہ خالص سیکولر محاذوں کا بھی محاذ ٹوٹ جائے گا اور وہ اچھوت قرار پاجائیں گے۔ رہ گیا اخلاق وکردار کا مسئلہ تو دراصل اس میں تم نے خود ہی اپنا حلیہ ایسا بنا لیا ہے کہ تم سے جتنی نفرت کی جائے کم ہے۔ یہ تو کسی نے بہت پہلے ہی کہہ ڈالا تھا کہ

یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کر شرمائیں یہود

حالانکہ اُس وقت تمہارے پاس بہت کچھ باقی تھا۔ اب تو وہ متاع باقیماندہ بھی نہ رہا اور اس پر طرہ یہ کہ احساس زیاں بھی جاتا رہا ہے اور جب کسی قوم اور فرد وجماعت کے اندر احساس ہی نہ رہ جائے تو پھر صور اسرافیل ہی اس کو جگائے گا۔ پھر کچھ کام نہ آسکے گا۔

اس میں شک نہیں کہ حالات ضرور کچھ متغیر ہوئے ہیں لیکن ابھی مکمل طور پر بدلے نہیں ہیں اور ہر متغیر چیز حادث ضرور ہے مگر جو بدلنا نہیں چاہے تو وہی متغیر چیز قدیم بھی ہے۔ لیکن تم تو ابھی حدوث وفنا کا شکار ہوئے ہی نہیں ہو۔ ہاں فنا کے گھاٹ اتار دیئے جانے کے لچھن تم نے ضرور پال لئے ہیں، جن سے ابھی بھی بچنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہو۔ دیکھو! تمہارے اندر جو جوہر پوشیدہ ہے وہ تمہیں آج بھی اقوام عالم میں باوزن اور سربلند بنا سکتا ہے۔ تم ابھی سراپا وجود ہو اور بقا اور حیات کے سارے عناصر بدرجہ اتم تم میں موجود ہیں۔ بس تمہارے

اخلاص واحساس کا امتحان ہے۔ جس دن تم نے اسے محسوس کرلیا اور خلوص دل اور ایمان واحتساب کے ساتھ جٹ گئے تو وہ جو تمہارے جانی دشمن ہیں، یا جنھیں تم نے دشمن سمجھ لیا ہے اور اپنی کارستانیوں اور کوتاہیوں کا ٹھیکرا جن کے سر پھوڑ رہے ہو، وہ تو منتظر عنایات والتفاتات ہیں کہ تم کب ان کی طرف اپنی پہچان، ایمان وشان اور دل وجان سے ملتفت اور متوجہ ہوتے ہوئے اپنا فریضہ یاد کرتے ہو اور خیر امت کا کردار سے سرشار ہوتے ہو۔ سنو!

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ (النحل:۱۲۵) ''اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو اللہ کی وحی اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہتر طریقے سے گفتگو کیجئے۔ یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے۔''

سب سے پہلے تمہیں خود یقین واحساس ہو کہ تم سب سے بہتر امت ہو، تم فریضہ خیرخواہی انسانیت ادا کرنے والے اور سب سے اچھی بات کرنے والے ہو عمل وکردار کی دنیا کے غازی ہو اور فرمانبرداروں اور اطاعت شعاروں کے قافلہ ناجحہ کے شریک وسہیم ہو۔ حکمت وموعظت سے پر اسلوب، شیرینی زبان وبیان اور کیسر وکستوری کے لسان صدق وصفا سے مزین ہو۔ تم بولتے نہیں موتی رولتے ہو۔ تمہارے منہ سے موتی جھڑتے ہیں۔ تمہاری ہر بول انمول ہے اور اس میں ایسی حلاوت ومٹھاس ہے کہ کانوں میں رس گھول جائے، مشام جان کو معطر کر جائے اور دلوں کو شاد اور آنکھوں کو روشن کردے اور جسم وجان کو اطمینان وسکون حاصل ہو جائے۔ دشمن جانی بھی سو سو جان قربان ہونے لگے۔ دراصل تمہارا وجود اسی لئے تھا اور تمہیں اسی لئے برپا کیا گیا تھا کہ تم لوگوں کو بھلی بات کہو ان کے خیرخواہ بنو۔ تم تو وہ تھے جو گالیاں سن کر دعائیں دیتے تھے، اینٹوں اور پتھروں کا جواب پھولوں سے اور ہٹ دھرمی، سنگ دلی، بدتمیزی اور بداخلاقی کا جواب اخلاق عالیہ اور اسوۂ حسنہ سے دینے کے عادی تھے اور یہی تمہاری فتح مبین تھی۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (الفتح:۱)

یہ جوہر جو تمہارے اندر پوشیدہ ہے اس سے ہٹ کر آج افراد امت عمل وکردار سے عاری ہوتے جا رہے ہیں۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بشارتوں کے منتظر ہیں۔ نہ سرگرمی ہے نہ جدوجہد ہے۔ اور نہ خوب سے خوب تر بننے کا جذبہ ہے تو پھر دنیا میں حیات طیبہ اور اطمینان وسکون کی زندگی کیسے نصیب ہو سکتی؟ اللہ تعالیٰ نے تو حیات طیبہ عمل وکردار کے غازیوں کے لیے مقدر کر رکھی ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (النحل:۹۷) ''جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت لیکن با ایمان ہو تو ہم اسے یقیناً بہتر زندگی عطا کریں گے اور ان کے نیک عمل کا بدلہ انہیں ضرور دیں گے۔''

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم:۳۹) بھی اٹل حقیقت ہے۔ ''من جد وجد''۔ اس لیے ایک بندۂ مومن کو صحیح سمت میں اچھے کام کرتے رہنا چاہیے۔ کاہلی وسستی زندہ قوموں کا شیوہ نہیں ہے۔ زندہ قومیں عمل وکردار اور جہد مسلسل کی برکت سے زندہ رہتی ہیں، لیکن اس کے برعکس جو قومیں اللہ تعالیٰ کی یاد وتعلیمات اور ہدایات کو فراموش کرکے کم کوش اور کاہل ہو جاتی ہے تو ارض گیتی پر اس کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے اور اس کا عرصہ حیات تنگ ہو جاتا ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا (طٰہٰ:۱۲۴) اور جس نے میری یاد سے اعراض کیا اس کا گزران تنگی والا ہوگا۔

اس لیے ایک بندۂ مومن کو عزت ووقار والی زندگی گزارنے اور زندگی کے ہر موڑ پر سرخرو رہنے کے لیے یقین محکم اور محبت فاتح عالم کے ساتھ ساتھ عمل پیہم بھی کرتے رہنا چاہیے۔ یہی وہ اسلحہ ہے جس سے ہر طرح کی عداوت، ناانصافی، رکاوٹ، عصبیت، امتیاز، استحصال، محرومی، فتنہ سامانی اور سازش کا استیصال کیا جا سکتا ہے۔

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہے یہ مردوں کی شمشیریں

☆☆☆

ماہ رمضان کے بعد بھی اللہ سے ڈریں!

مولانا خورشید عالم مدنی، پٹنہ

قارئین کرام! ہم سب جانتے ہیں کہ ماہ رمضان اور اس کے روزے کا اصل مقصد حصول تقویٰ ہے، یعنی ہمارے دل خشیت الٰہی سے لرز جائیں، ہمارے دامن گناہوں کی آلائشوں سے محفوظ ہوجائیں، اور ہم رب العالمین کے غیض وغضب اور ناراضگی سے بچتے ہوئے اپنی زندگی کا سفر جاری رکھیں۔

یہ تقویٰ عظیم صفت اور قیمتی دولت ہے، دین کا محور اور مدار ہے، اللہ کی نگاہ میں عزت وتکریم کا راز ہے اور فضیلت کا معیار بھی اور اس سے انسانی فکر وعمل اور عقیدہ وکردار کی اصلاح ہوسکتی ہے، اس کے برخلاف انسان اگر تقویٰ وشرافت کا جامہ تار تار کرلے، اللہ سے بغاوت، تمرد وسرکشی پر آمادہ ہوجائے تو وہ حیوانوں کی صف میں آجاتا ہے۔ اس پر عذاب کے کوڑے برسنے لگتے ہیں اور اس کے ہوش ٹھکانے لگ جاتے ہیں۔ جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رب العالمین نے فرمایا فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ (الحج:۴۵) ’’بہت سی بستیاں ہیں جنھیں ہم نے تہہ وبالا کردیا اس لئے کہ وہ ظالم تھے۔ پس وہ اپنی چھتوں کے بل اوندھی ہوئی پڑی ہیں اور بہت آباد کنوئیں بےکار پڑے ہیں اور بہت سے پکے اور بلند محل ویران پڑے ہیں۔‘‘

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (الاعراف:۱۷۹) ’’جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے، اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے، اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے۔ یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔‘‘

اس تقویٰ کے بڑے فوائد ہیں اور اس کے گرانقدر پاکیزہ اثرات انسانی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں، جن میں سرفہرست دنیا میں دولت کی حفاظت ہوتی ہے، خوشحالی وفراوانی بھی آتی ہے، آسمان وزمین سے برکتوں کا نزول بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا (الکھف:۸۲) ’’دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ ان کی اس دیوار کے نیچے دفن ہے۔‘‘

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (الاعراف:۹۶) ’’اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انھوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔‘‘

آیت کریمہ میں آسمان وزمین کی برکتوں سے مراد ہر قسم کی برکتیں ہیں صحت میں برکت، کاموں میں برکت، زمینی پیداوار میں یعنی مالوں میں برکت وقت میں برکت وغیرہ۔ صحت میں برکت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو صحت وعافیت کی نعمت سے سرفراز کرتا ہے، وہ ڈاکٹروں کا چکر نہیں لگاتے اور اپنی گاڑھی کمائی اور قیمتی اوقات برباد نہیں کرتے۔ وقت میں برکت یہ ہے کہ تھوڑے وقت میں امید سے زیادہ کام کرلینا۔ تاریخ کے پردے پر ایسے اعاظم رجال ظاہر ہوئے ہیں جنھوں نے بہت ہی کم وقت میں بڑے کام انجام دیئے ہیں، ان کی طویل خدمات علمی وتحقیقی تصنیفات کو اگر ان کی عمر پر تقسیم کیا جائے تو عقل حیران رہ جاتی ہے کہ آخر اتنے کم وقت میں اتنا بڑا کارنامہ کیسے انجام دیا، ہزاروں کتابیں تصنیف کیں، لاکھوں شاگرد پیدا کئے۔ اور ایسے بڑے انسانوں میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سرفہرست نظر آتے ہیں۔

اسی طرح آمدنی میں بھی برکت ہوتی ہے، تھوڑی سی آمدنی اور کم پیسے میں ضرورتیں پوری ہوجاتی ہیں، یہ سب مال کی برکتیں ہیں۔

اس کے برخلاف کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جن کی آمدنی بہت زیادہ ہوتی ہے مگر ان کے کچھ پیسے بیماریوں میں، اسپتالوں میں، ناجائز مقدمات کی پیروی میں کچھ عیش وعشرت اور اسراف میں خرچ ہوجاتے ہیں اور قرض کی نوبت آجاتی ہے۔ یہ اللہ سے بغاوت کا نتیجہ ہے جس سے مال کی برکت اٹھالی جاتی ہے۔

دلوں میں اگر تقویٰ پیدا ہوجائے تو اس سے زبان کی حفاظت ہوتی ہے۔ دلوں کی صفائی وطہارت ہوتی ہے۔ نگاہیں پست ہوجاتی ہیں۔ پیٹ لقمۂ حرام سے محفوظ رہتا ہے ہاتھ حرام چیزوں کی طرف نہیں بڑھتا اور پاؤں ان راہوں پر نہیں چلتے جن پر چلنے سے شریعت نے منع کیا۔ اور ایسا شخص جس کا دل تقوی سے خالی ہوتا ہے اس کی زندگی میں کوئی خیر نہیں اور آخرت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں۔

تقویٰ کی حقیقت اور اس کی مختصر وصحیح تعبیر وتفسیر یہ ہے کہ تقویٰ نام ہے فعل مامورات اور ترک محظورات کا یعنی اللہ کے فرمان اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو قبول کرنا اور ان کے نواہی سے بچنا۔ صحابہ کرام تقوی کی اس حقیقت کو سمجھتے تھے اور عمل بھی کرتے تھے یہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی سے یہ سنا لوگو! سفر جہاد تیار ہے، قافلہ کوچ کرنے والا ہے باہر نکلو اور اس

میں شامل ہوجاؤ تو انہوں نے فوراً اس کی تعمیل کی۔ غسل کرنے کا موقع نہیں لیا، نئی نویلی بیوی کی محبت اس نبی کے اعلان پر حائل نہیں ہوئی۔ قافلہ جہاد میں شامل ہوگئے اور جام شہادت پی لی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں ان صاحبکم تغسلہ الملائکۃ تمہارے ساتھی کو فرشتے غسل دے رہے ہیں (ابن حبان: ۱۵۱/۷)

اور ترک محظورات کی اس سے بہتر کیا مثال ہوسکتی ہے جسے انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کررہے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بنگلے پر بڑے بڑے سردار جمع تھے مختلف قسم کی شرابوں کا دور چل رہا تھا، میں بھی ان شرابوں کو تقسیم کرنے والوں میں تھا۔ جام چل رہے تھے۔ کسی کی آنکھیں سرخ ہورہی ہیں کسی کے سر جھک رہے ہیں، اچانک ایک آواز سنائی دیتی ہے الا ان الخمر قد حرمت لوگو! شراب حرام کردی گئی۔ صاحب بنگلہ ابوطلحہؓ نے کہا انس! یہ کیسا شور ہے؟ کیا اعلان ہے؟ میں نے کہا نبی کا منادی شراب کی حرمت کا اعلان کررہا ہے۔ شراب حرام کردی گئی ہے۔ سنتے ہی طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اھرق ھذہ القلال یا انس شراب کے مٹکے توڑ دو اور شراب کو بہادو انس!

انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ فما سألوا عنہا ولا راجعوھا (بخاری) اس اعلان کے بعد کسی نے لیت ولعل سے کام نہیں لیا، کسی نے دوبارہ جام طلب نہیں کیا۔

آج ایسا ایمان ہونا چاہیے، اور ایسا تقویٰ بھی۔

تقویٰ کے تعلق سے ایک اہم نکتہ بھی پیش نظر رکھیں کہ تقویٰ کا راستہ اتباع سنت سے گذرتا ہے، تقوی کا راستہ نبی کا راستہ ہے کوئی شخص ماں کے پیٹ سے متقی بن کر نہیں آتا، جس عمل کے ذریعے اللہ کے نبی متقی بن گئے اسی عمل واسلوب عمل سے ہم بھی متقی بن سکتے ہیں۔ انسان اگر خود سے تقوی کا جتنا ڈیزائن بنالے، مکاشفہ ومجاہدہ کرلے، جبہ ودستار سجالے پھر تو وہ سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن متقی نہیں بن سکتا۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس حدیث نبوی کو سامنے رکھیں جسے امام بخاریؒ نے روایت کی ہے۔

تین حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے۔ جب انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کردی گئی ہیں، ان میں سے ایک نے کہا اما انا فاصلی ابدا میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا وانا اصوم الدھر ولا افطر میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا، تیسرے نے کہا وانا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں، میں تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں، لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں، اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، فمن رغب عن سنتی فلیس منی میرے طریقے سے جس نے اعراض کیا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ (بخاری کتاب النکاح، مسلم، کتاب الصیام)

محترم قارئین! رمضان کا یہ مہینہ آپ کے اندر تقویٰ پیدا کرنے، روحانیت کو جلا بخشنے، اس کے ارتقاء وتطہیر کے لئے آیا تھا اسلامی تربیت کے سانچے میں ڈھالنے اور اعلی اخلاقی قدروں کو دلوں میں پیدا کرنے کے لئے آیا تھا، یہ اس لئے آیا تھا کہ ہم دین وشریعت کے سپہ سالار بن کر اسلامی سرحد کی حفاظت کریں۔ اب ذرا غور کریں کہ ہم کہاں تک رمضان کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوئے، اس کی اخلاقی تربیت نے ہمیں کہاں تک سنوارا اور اس کی نیکیوں سے دامن مراد بھرنے اور نامہ اعمال وزنی بنانے میں کہاں تک کامیاب رہے۔

یہ رمضان اپنی عظمتوں کے ساتھ رخصت ہوگیا، لیکن خدارا اپنی زندگی سے تقویٰ وطہارت، روحانیت، نور ایمانی کو رخصت نہ ہونے دیں، ہماری مسجدیں سنسان اور وضوخانے ویران نہ ہوں، مسجد کی حاضری، نمازوں کی پابندی پر کوئی آنچ نہ آئے۔ ہمیں تو پوری زندگی اپنے رب کی عبادت کرنی ہے۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (الحجر:۹۹) ہم نے رمضان کے مبارک مہینہ میں جس طرح عبادات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، فرض نمازوں، قیام اللیل، تلاوت قرآن کا اہتمام کیا اسی طرح مستقل مزاجی اور پورے دوام واستمرار کے ساتھ ان اعمال صالحہ پر کاربند رہیں۔

یاد رکھیں! اگر رمضان کے بعد ہم بدل گئے اور پرانے انداز کو اختیار کرلیا، عبادت کا نشہ اتر گیا، تقویٰ کا رنگ بے رنگ ہوگیا اس راستے پر چل پڑے جس پر رمضان سے پہلے چل رہے تھے تو سمجھ جائیں۔

لے کے خود پیر مغاں ہاتھ میں مینا آیا
مے کشو! شرم کہ اس پر بھی نہ پینا آیا

ہم یہ عہد کریں کہ رمضان کو نہیں بھولیں گے، قرآن سے اپنا تعلق نہیں توڑیں گے، شیطان کو اپنی سرحد ایمانی میں داخل نہیں ہونے دیں گے، غریبوں، مسکینوں پر دست شفقت رکھیں گے، اپنے اعمال سے یہ ثابت کریں گے کہ ہم اللہ کے سچے بندے ہیں اور ہماری نمازیں، قربانیاں، زندگی کا ہر پل اللہ کے لئے ہے۔ وباللہ التوفیق

☆☆☆

عبادتوں سے منحرف کون ہوتا ہے؟

محمد شارب ابن شاکر السّلفی
بینی پٹی، مدھوبنی

عید کی چاند نظر آتے ہی عوام الناس کی اکثریت عبادت و بندگی سے دور ہوجاتی ہے، اِدھر چاند نکلتا ہے اُدھر مساجد ویران، ذکر و ورد ختم، مصحف کی تلاوتیں بند، وہی پرانی والی روش، وہی رفتار بے ڈھنگی، وہی ڈال وہی پات، عوام وخواص عبادتوں سے غافل ہوجاتے ہیں، اِدھر سرکش شیطانوں کو آزادی نصیب ہوتی ہے اُدھر مسلمانوں کی معصیت وطغیانیت کی شروعات ہوتی ہے، چاند کے نظر آتے ہی ہر کوئی ہر طرح کی اپنی پرانی عادتوں کو بالخصوص برائیوں کو انجام دینے میں آزادی محسوس کرتے ہوئے فخر کرتا ہے، اور صرف چند گھنٹوں میں اپنی مہینہ بھر کی محنتوں کو رائیگاں و برباد کر لیتا ہے، اس کی مثال کچھ اسی طرح ہے کہ کوئی انسان اچھی طرح سے صابن وغیرہ سے اپنے بدن کے میل کچیل کو صاف کرے، نئے کپڑے زیب تن کرے، خوشبوؤں سے معطر ہو جائے پھر اپنے جسم پر گندگی کو ملتے ہوئے یہ سمجھے کہ میں نے اچھا کام کیا ہے، بھلا ایسے آدمی کو عقل مند کون کہہ سکتا ہے۔

رمضان بھر عبادتوں میں محنت و مشقت کر کے پھر اسے ترک کر دینے والوں کی مثال اس عورت کی طرح ہے جو محنت و مشقت کر کے دھاگے تیار کرتی ہے پھر اسے ضائع و برباد کر دیتی ہے، فرمان باری تعالی ہے: وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا۔ (النحل: ۹۲) رمضان کے بعد عبادتوں سے منحرف ہوجانے کی اس سے بہتر اور کیا تمثیل بیان کی جا سکتی ہے، عبادتوں کو ترک کر دینا تو شرعاً و عقلاً غلط ہے ہی مگر عبادتوں کو انجام دے کر مقبول ہونے پر یقین کر کے بے خوف ہوجانا بھی سراسر حماقت و بیوقوفی ہے، عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے آپ سے اس آیت وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (المومنون: ۶۰) کے بارے میں پوچھا کہ کیا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو شراب نوشی اور چوری کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: لا یا بنت الصدیق ولکنهم الذین یصومون ویصلون ویتصدقون وهم یخافون ان لا یقبل منهم اے صدیق کی بیٹی! نہیں اس سے مراد یہ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں تو ان کے دلوں میں خوف ہوتا ہے کہ کہیں یہ عبادات رد نہ کر دی جائیں۔ (ترمذی: 3175 ابن ماجہ: 4198 وصححہ الالبانی)

محترم و مکرم سامعین و سامعات: اتنا ہی نہیں بلکہ جو لوگ اللہ کی عبادت و بندگی سے منحرف ہوجاتے ہیں تو در اصل یہی لوگ سرکشی کی راہ کو اپنانے والے لوگ ہیں فرمان باری تعالی ہے فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو استقامت اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ سرکشی کی راہ کو اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے (ھود: ۱۱۲) اور عبادتوں سے منحرف ہوجانا بھی سرکشی کی راہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اس تعلق سے اللہ نے مسلمانوں کو دعا بھی سکھلائی جس کا اہتمام کرنا بہت ضروری ہے فرمایا: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھے نہ کر دے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے۔ (آل عمران: ۸) اور خود آپ ﷺ بھی ہمہ وقت اللہ سے اس بات کی پناہ مانگا کرتے تھے کہ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کے بعد پھر سے اس کی نافرمانی کی جائے، آپ کی دعا کچھ یوں ہے کہ اللهم انی اعوذبك من الحور بعد الكور اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! اس بات سے میں پناہ مانگتا ہوں کہ ایمان کے بعد کفر، اطاعت کے بعد معصیت، خیر کے بعد شر کی طرف لوٹوں۔ (مسلم: 1343)

برادران اسلام اور معزز خواتین اسلام! رمضان کے بعد عبادتوں سے منحرف ہو کر پھر سے برائیوں کو اپنا لینا اس عہد کے خلاف بھی ہے جو ایک انسان اپنے رب سے دعا و مناجات کرتے ہوئے گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم کرتا ہے، اب ایسے شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنے رب سے کئے ہوئے وعدے پر قائم و دائم رہے، فرمان باری تعالی ہے: وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول و قرار اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، حالانکہ تم اللہ تعالی کو اپنا ضامن (گواہ) ٹھہرا چکے ہو۔ (النحل: ۹۱) یقیناً اس سے بڑا بدنصیب و بدبخت کون ہوسکتا ہے جو اللہ کو گواہ (کبائر و صغائر گناہ کے چھوڑنے پر) بنا کر بھی اپنے عہد و پیمان کو توڑ دے۔ رمضان کے بعد عبادتوں سے منحرف ہونے والے لوگوں کے بارے میں بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ صرف رمضان کے دنوں میں اللہ کی عبادت

وبندگی کرنے والوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے،انہوں نے جواب دیا کہ ایسے لوگ بہت برے ہیں جو اللہ کو صرف ایک وقت میں پہچانتے ہیں۔کیوں نہ ہو ایسے لوگ برے جب کہ یہ عادت، یہ طور وطریقے، یہ عبات و بندگی کے نسخے دیگر اقوام عالم کا ہے کہ وہ لوگ صرف چند ایام میں ہی اپنے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں پھر ایک سال تک کے لئے۔نسیا منسیا۔بھول جاتے ہیں گویا کہ جاہل عوام کی اکثریت نے عبادتوں کے انجام دینے اور پھر چھوڑ دینے کا یہ اثر دیگر اقوام سے مستعار لیا ہے ،حالانکہ جو رب رمضان کے مہینے میں عبادت و بندگی کے لائق ہے وہی بقیہ سارے مہینوں میں بھی عبادت کے لائق ہے۔حضرت علیؓ کا قول ہے کہ میں جنت کے شوق میں عبادت نہیں کرتا کیونکہ یہ تجارت ہے، میں دوزخ کے خوف سے بھی عبادت نہیں کرتا کیونکہ یہ غلامی ہے، میں تو صرف اور صرف عبادت اس لئے کرتا ہوں کہ میرا اللہ ہی عبادت کے لائق ہے، یقیناً وہ رب ذوالجلال والاکرام اس لائق ہے کہ اس کی عبادت وبندگی ہمیشہ کی جائے، اس سے سرمو انحراف نہ کیا جائے، قرآن میں بھی رب کا یہی اعلان ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اور تم اللہ کی عبادت و بندگی زندگی کی آخری سانس تک کیا کرو!(الحجر:۹۹)اب جو شخص زندہ رہے اور پھر بھی اللہ کی عبادت وبندگی نہ کرے تو ایسے شخص کے بارے میں علامہ امام ابن قیمؒ نے کہا کہ جس شخص کے پاس اللہ کے لیے وقت نہ ہو تو موت اس کے لیے زندگی سے بہتر ہے۔(الداء والدواء:186/1)

آج امت مسلمہ کی اکثریت کی یہ حالت زار دیکھ کر یہ محسوس کرنا کچھ مشکل نہیں کہ دور حاضر میں آج شیطان اپنے اس مقصد لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ شیطان نے کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے آپ(اللہ) کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کے داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور آپ (اللہ) ان میں سے اکثروں کو شکر گزار نہ پائے گا۔(الاعراف:۱۷-۱۶)

شیطان رجیم جو انسانوں کو گمراہ کرنے پر بے حد حریص ہوتا ہے ہمیشہ لوگوں کو ان کے وہم وگمان کے مطابق ہی گمراہ کیا کرتا ہے۔جیسا کہ امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ "شیطان نے ہمیشہ ہر قوم کو ہر زمانے میں اس کی سمجھ کے مطابق ہی بے وقوف بنا کر گمراہ کیا ہے"(اغاثۃ اللھفان:۲/۲۰۲)

میرے دینی بھائیو اور بہنو! دور حاضر میں مسلمان یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اللہ رحمٰن و رحیم ہے ،غفار ذنوب ہے، معافی کو پسند کرتا ہے وعلی ھذا القیاس یعنی امید و رجاء میں شیطان نے حد سے آگے بڑھا دیا اور ایسے لوگوں کو "اولئک ھم المعتدون " (حد سے آگے بڑھ جانے والے) کا حقدار بنا دیا، حالانکہ یہ بات تو طے ہے کہ صرف امید سے ہی کوئی چیز حاصل نہیں کی جاسکتی ہے، اسی لئے اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ انسان آرزوؤں کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور موت اس کو اس سے پہلے ہی اچک لیتی ہے اور اس کی امیدیں باقی رہ جاتی ہیں۔(الصحیحۃ للالبانی:3428)اور شیطان ملعون نے لوگوں کے دلوں میں مغفرت کی امید کی آس دلا کر خوف الٰہی کو دلوں سے یکسر ہی مٹا دیا ہے، جب کہ حدیث قدسی ہے وعزتی لا أجمع علی عبدی خوفين ولا أجمع له أمنين اذا أمنني في الدنيا اخفته يوم القيامة واذا خافني في الدنيا امنته يوم القيامة یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو ڈر جمع نہیں کروں گا اور نہ ہی اس کے لئے دو امن اکٹھے کروں گا، جو دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا اس کو آخرت میں خوف زدہ کردوں گا اور جو دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہا اس کو قیامت کے دن میں بے خوف کردوں گا۔(الصحیحۃ للالبانی: 2666) کہیں ہم ایسے لوگوں میں شامل تو نہیں!

یاد رکھئے! مومن خوف ورجاء،امید وبیم کے درمیان زندگی گذارتا ہے۔امید ،امید،امید یہی وہ سمجھ ہے جس کے ذریعہ شیطان نے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے مغفرت کی امید پر شرک وکفر تک کروا دیتا ہے،عبادتوں سے پہلے کوتاہی پھر دوری پھر نفرت کی بیج بو کر اللہ اور انسان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے حالانکہ قرآن نے ایمان والوں کو یہ پیغام دے دیا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ کہ اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے گا تو وہ اسے تو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم دے گا۔(النور:۲۱) مگر ہائے افسوس! آج کا مسلمان اس قول ربانی پر کان دھرنے پر راضی ہی نہیں، جبھی تو ہم دیکھتے ہیں کہ عبادتو ں سے منحرف شخص شیطان کا خاص دوست بن جاتا ہے، اور چاہ کر بھی سال کے بقیہ ایام میں اللہ کی عبادت وبندگی نہیں کر پاتا، اس بات پر قرآن بھی شاہد ہے وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ اور جو شخص رحمان کی یاد سے غفلت کرتا ہے تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ (شیطان) انہیں راہ (صراط مستقیم) سے روکتے ہیں اور یہ (پھر بھی) اسی خیال میں رہتے ہیں کہ یہ ہدایت یافتہ ہیں۔(الزخرف:۳۷-۳۶) اب جو شخص بعد رمضان فرائض وواجبات سے منہ موڑ لے،غفلت ولاپرواہی سے کام لے تو من جانب اللہ اس کے اوپر شیطان مسلط کر دیا جاتا ہے،اب ذرا تھوڑی دیر کے لیے

سوچئے کہ جس شخص پر شیطان مسلط ہوجائے تو وہ اسے ہمیشہ اللہ و رسول کی نافرمانی ہی کروائے گا، اور پھر شیطان ایسے انسان کے ذھن ودماغ پر اتنا غالب آجاتا ہے کہ انسان باطل کو حق اور حق کو باطل، خیر کو شر اور شر کو خیر سمجھنے لگتا ہے، شیطان کے اس مکر وفریب کو قرآن نے جابجا واضح الفاظ میں بیان کیا ہے، جیسے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کردیا۔ (انعام: ۴۳)

☆ یہ شیطانی تسلط ہی کا نتیجہ ہے کہ جو مساجد کیم رمضان سے اپنی تنگ دامنی کا شکوہ کرتی ہے، چاند نظر آتے ہی مسلمانوں کی غفلت و بے حسی پر ماتم کرتی نظر آتی ہے۔

☆ یہ شیطانی تسلط ہی کا نتیجہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو چند روزہ عمل سے جنت کا حق دار سمجھنے لگتا ہے۔

☆ یہ شیطانی تسلط ہی کا نتیجہ ہے کہ انسان اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سارے بیان کردہ عقوبات، قبر وحشر کے کٹھن مراحل، پل صراط وجہنم کی سختی وغیرہ کو فراموش کردیتا ہے اور صرف مغفرت کی امید لئے زندگی گذارتا ہے خواہ شیطان نے ان کے دل سے توحید جو مغفرت کی اصل ہے کو نکال کر کفر وشرک، بدعات وخرافات کی جڑیں پیوست ہی کیوں نہ کردی ہو۔

☆ یہ شیطانی تسلط ہی کا نتیجہ ہے کہ جب کسی کو نیکی کی تلقین کی جاتی ہے تو وہ اپنے بد اعمالیوں کو ترک کرنے کے بجائے قرآن وحدیث سے غلط تاویلات و توجیہات بیان کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

☆ یہ شیطانی تسلط ہی کا نتیجہ ہے کہ عبادتوں سے دوری بھی اور ھٹ دھرمی بھی، یہ شیطانی تسلط ہی کا نتیجہ ہے کہ لوگ بعد رمضان عبادتوں کو یہ کہتے ہوئے چھوڑ دیتے ہیں کہ ہم نے رمضان میں اتنی اتنی عبادتیں کرلی ہیں، اب بس، بہت ہوگیا۔ نعوذ باللہ۔

☆ یہ شیطانی تسلط ہی تو ہے کہ آج کا مسلمان نصیحت کرنے والے دین کے داعیوں سے نفرت کرتا ہے۔

☆ یہ شیطانی تسلط ہی کا نتیجہ ہے کہ انسان نصیحت کرسن کر بھی اثر قبول نہیں کرتا ہے۔

☆ یہ شیطانی تسلط ہی کا نتیجہ ہے کہ آج کا مسلمان جان بوجھ کر جمعہ کے دن لیٹ آتا ہے۔

☆ یہ شیطانی تسلط ہی کا نتیجہ ہے کہ اچھا خاصہ نمازی انسان بے نمازی ہوگیا۔

کیا یہ سب شیطانی تسلط نہیں؟؟؟

قارئین کرام! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اگر ہم مسلمان اپنے معبود حقیقی کی عبادت وریاضت میں مخلص ہوتے تو شیطان کی ہم پر نہ تو تسلط ہوتا اور نہ ہی شیطان نے ہمیں گمراہ ہی کیا ہوتا کیونکہ شیطان نے خود بارگاہ الٰہی میں اہل مخلص کے تعلق سے اپنی کمزوری وبے بسی کا اظہار کچھ یوں کیا فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُوْلُ شیطان نے کہا پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا بجز تیرے ان بندوں کے جو چیدہ اور پسندیدہ ہوں، اللہ نے فرمایا سچ تو یہ (یہی) ہے اور میں سچ ہی کہتا ہوں۔ (ص: ۸۴-۸۲) کاش کہ ہم نے اپنی عبادتوں میں اخلاص پیدا کیا ہوتا تو رب العالمین ہمیں بھی اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لیا ہوتا اور ہمیں اس طرح سے گمراہ نہیں ہونے دیا ہوتا تھا! مگر ہم نے ایسا نہیں کیا! ہائے افسوس!

یاد رکھیں! رمضان میں جس شخص کی نیت خالص تھی اور اس نے اس عزم مصمم کے ساتھ اللہ کی عبادت وبندگی کی کہ بعد رمضان برائی کی طرف نہیں پلٹے گا، عبادتوں کو نہیں چھوڑے گا تو اس کے روزے اور دیگر صالح اعمال کو دربار الٰہی میں شرف قبولیت سے نوازا جائے گا (ان شاء اللہ) یہ بھی یاد رکھیں کہ اعمال کے قبول کئے جانے کی یہ بھی علامات ہمارے اسلاف کرام نے بیان کئے ہیں کہ نیک اعمال کرنے کے بعد جب انسان اسی پر قائم رہے اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے تو مطلب یہ ہے کہ اس کے نیک اعمال قبول کرلیے گئے اور اگر اس نے نیک اعمال کرنا چھوڑ دئے تو مطلب یہ کہ اس کے تمام اعمال مردود ہوگئے، اب جس کی یہ نیت تھی کہ بس ایک مہینے کی تو بات ہے جتنی نمازیں پڑھنی ہے پڑھ لو، جتنی عبادتیں کرنی ہے کرلو بعد رمضان ان سب کے لیے وقت کس کے پاس ہوتا ہے تو اس کے روزے اور دیگر اعمال سب مردود ہیں جیسا کہ امام کعب نے فرمایا کہ **من صام رمضان وهو يحدث نفسه انه ان افطر رمضان ان لا يعصى الله دخل الجنة بغير مسألة ولا حساب ومن صام رمضان وهو يحدث نفسه أنه اذا افطر عصى ربه فصيامه عليه مردود** جس شخص نے رمضان کے روزے اس نیت سے رکھے کہ وہ بعد رمضان اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا تو وہ بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوگا (ان شاء اللہ) اور جس نے رمضان کے روزے اس نیت وارادے سے رکھا کہ وہ بعد رمضان اللہ کی نافرمانی کرے گا تو ایسے آدمی کا روزہ ناقابل قبول ہے۔ (وظائف رمضان: از شیخ عبد الرحمٰن بن محمد بن قاسم: ص: 80)

میرے دینی بھائیو! ایک بات یاد رکھو جس جس نے بھی رمضان میں عبادتیں کی اور اب بھی کر رہے ہیں تو وہ اپنا بھلا کر رہے ہیں اور جن جن لوگوں نے بعد رمضان عبادتوں سے منہ پھیر لیے ہیں انہوں نے خود اپنا نقصان کیا ہے، اور اس نقصان کی

بھرپائی کل بروز قیامت وہ خود کریں گے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے من عمل صالحا فلنفسه ومن أساء فعليها ثم الى ربكم ترجعون جو نیکی کرے گا وہ اپنے ذاتی بھلے کے لیے اور جو برائی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہے، پھر تم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔(الجاثیہ:13) رب العالمین کسی کی عبادت کا محتاج نہیں، اس کی عبادت کرنے کے لیے اس کائنات میں بے شمار ایسے مخلوق ہیں جو ہر وقت، ہر لمحہ اللہ کی عبادت وبندگی میں مصروف ہیں، آج یہ بات اپنے دل میں بیٹھا کر جائیں کہ کائنات کے تمام لوگ اللہ والے بندے بن جائیں، متقی وپرہیزگار بن جائیں، نمازی بن جائیں تو پھر بھی اللہ کی بادشاہت وسلطنت میں کچھ اضافہ نہیں کرسکتے اور اگر سارے کے سارے لوگ فاسق وفاجر بن جائیں، بے نمازی بن جائیں تو پھر بھی اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرسکتے، اللہ کی بادشاہت وسلطنت میں کچھ کمی نہیں کرسکتے، جیسا کہ حدیث قدسی ہے یاعبادی انکم لن تبلغوا ضری فتضرونی ولن تبلغوا نفعی فتنفعونی یا عبادی لو أن أولكم وآخركم وانسكم وجنكم كانوا على اتقى قلب رجل واحد منكم ما زاد ذلك فی ملكی شيئا يا عبادی لو ان أولكم وآخركم وانسكم وجنكم كانوا على افجر قلب رجل واحد ما نقص ذلك من ملكی شيئا یعنی اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! (تم میں اتنی طاقت وقوت نہیں کہ) تم مجھے نقصان پہنچا سکو اور نہ ہی تم مجھے نفع پہنچا سکتے ہو! اے میرے بندو! اگر تمہارے اول وآخر، انس وجن سب مل کر اس ایک شخص کی طرح ہو جائیں جس کے دل میں سب سے زیادہ اللہ کا ڈر ہو تو یہ بات بھی میری بادشاہت وسلطنت میں کوئی اضافہ نہیں کرسکتی، اے میرے بندو! اور اگر تمہارے اول وآخر، انس وجن سب کے سب اس ایک شخص کی طرح ہو جائیں جو کائنات کا سب سے زیادہ فاسق وفاجر ہوتا ہے تو یہ بات بھی میری بادشاہی وفرمانروائی میں کوئی کمی نہیں کرسکتی۔۔۔۔۔ الحدیث۔مسلم: کتاب البر والصلۃ، باب: تحریم الظلم: 2577)

آج کل لوگوں کا یہ نظریہ بن گیا ہے کہ انہوں نے رمضان میں اللہ کی عبادت کرکے کمال کردیا، اللہ کی عبادت کا حق ادا کردیا کائنات کے رب کی قسم جس نے بھی ایسا سوچا اس نے اللہ کو پہچانا ہی نہیں، انسان کو اللہ کی عظمت کا احساس نہیں اسے پتہ نہیں کہ اللہ کی عبادت کما حقہ کوئی مخلوق چاہے انسان ہو یا فرشتہ نہیں کرسکتا جیسا کہ حدیث میں ہے فرشتے خود اس بات کا اقرار کریں گے کہ اے الہ العالمین ہم نے تیری عبادت ویسی نہیں جیسی کہ کرنی چاہیے تھی، فرمان نبوی ہے یوضع الميزان يوم القيامة فلو وزن فيه السموات والارض لو سعت فتقول الملائكة يا رب لمن يزن هذا فيقول الله تعالى لمن شئت من خلقی فتقول الملائكة سبحانك ما عبدناك حق عبادتك ويوضع الصراط مثل حد الموسى فتقول الملائكة من تجيز على هذا فيقول من شئت من خلقی فيقولون سبحانك ما عبدناك حق عبادتك یعنی "قیامت کے دن اتنے بڑے بڑے ترازوں رکھے جائیں گے کہ اگر ان میں زمین وآسمان کا وزن کیا جائے تو وہ کافی ہوگا (یہ ترازو دیکھ کر) فرشتے پوچھیں گے کہ اے میرے رب یہ ترازو کس کے لئے ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہوں گا (اس کا وزن کروں گا، یہ سن کر) فرشتے کہیں گے کہ اے اللہ تو پاک ہے، ہم کما حقہ تیری عبادت نہ کرسکے، پھر پل صراط کو (جہنم کے اوپر) نصب کیا جائے گا جو استرے کی دھار کی طرح (تیز) ہوگا، فرشتے پوچھیں گے کہ اے اللہ تو یہ پل صراط کس کو پار کرائے گا؟ اللہ رب العالمین جواب دے گا کہ میں اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہوں اس کو پار کراؤں گا، (یہ بھی سن کر) فرشتے کہیں گے اے اللہ تو پاک ہے ہم تیری ویسی عبادت نہیں کرسکے جیسی کرنی چاہئے تھی۔" (الصحیح للالبانی: 941) اور آج کا مسلمان ایک مہینے عبادت وبندگی کرکے یہ سمجھتا ہے کہ ہم نے بہت عبادت کرلی مگر رب کعبہ کی قسم! انسان کو عبادت کی اہمیت قیامت کے دن عذاب کو دیکھ کر محسوس ہوگا کہ عبادت کیا چیز ہے، تاجدار مدینہ احمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ ان عبدا لو خر على وجهه من يوم ولد الى أن يموت هرما فی طاعة الله لحقره فی ذلك اليوم ولود أنه رد الى الدنيا كيما يزداد من الاجر والثواب یعنی اگر کوئی شخص پیدا ہونے سے لے کر بوڑھا ہوکر مرنے تک اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی اطاعت وبندگی میں سربسجود رہے تو وہ بھی اس دن اپنی عبادتوں کو حقیر سمجھے گا اور خواہش کرے گا کہ اسے دنیا میں ایک بار پھر لوٹا دیا جائے تاکہ وہ اور زیادہ اجر وثواب حاصل کرسکے۔ (الصحیحۃ للالبانی: 446)

قارئین کرام! عبادتوں سے منہ پھیر لینے والے کو رب العالمین نے جہنم کی وعید سنائی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ یقین جانو کہ جو لوگ میری عبادت سے اعراض کریں گے وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ (المومن: 60) اللهم اجرنا من النار اتنا ہی نہیں بلکہ عبادتوں چھوڑ کر اللہ کو اس دنیا میں بھلا دینے والوں کو بھی رب العالمین بروز قیامت جہنم کی آگ میں ڈال کر بھول جائے گا اور ایسے انسانوں سے کہا جائے گا کہ جیسا تم نے دنیا کے اندر کیا آج ویسے ہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا، فرمان باری تعالیٰ ہے الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ نَنسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَذَا وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ جنہوں نے دنیا میں اپنے دین کو کھیل

اورتماشا بنا رکھا تھا اور جن کو دنیاوی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا، (ایسے لوگوں کو) ہم بھی بروز قیامت بھول جائیں گے جیسا کہ وہ لوگ اس دن کو بھول گئے اور درحقیقت یہ لوگ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ (الاعراف:51)

خبردار! اس کائنات میں جو لوگ اللہ کو بھول جاتے ہیں ایسے لوگ فاسق ہیں اور رب العالمین نے اپنے کلام پاک کے ذریعے ہمیں ایسے فاسق وفاجر بننے سے منع کیا ہے فرمان باری تعالی ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ اورتم ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جنہوں نے اللہ کو بھلادیا تو اللہ نے بھی انہیں اپنی جانوں سے غافل کردیا، اور ایسے ہی لوگ نافرمان فاسق ہوتے ہیں۔ (الحشر:19) اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک انسان اللہ کی عبادت وبندگی سے دور ہوجاتا ہے اور ایسے عملوں سے غافل ہوجاتا ہے جن میں اس کا فائدہ تھا اور جن کے ذریعے سے وہ اپنے نفسوں کو عذاب الٰہی سے بچاسکتے تھے تو بطور جزا وبدلہ کے اللہ انہیں ایسا بنادیتا ہے کہ اس کی عقل اس کی صحیح رہنمائی نہیں کرتی، اس کی آنکھیں اس کو حق کا راستہ نہیں دکھاتیں اور اس کے کان حق کے سننے سے بہرے ہوجاتے ہیں نتیجتاً وہ ایسے کام کرتا ہے جن میں اس کی خود اپنی تباہی وبربادی ہوتی ہے۔ (تفسیر احسن البیان)

دنیا کو حاصل کرنے کے لئے جس نے نمازیں چھوڑ دیں! کاروبار کے لئے جس نے مسجد آنا چھوڑ دیا، ترقی کی راہ میں جس نے دینداری کو رکاوٹ قرار دیا، امیری حاصل کرنے کے لئے جس نے اللہ کے در کو چھوڑ دیا اسے کبھی بھی کامیابی نہیں ملے گی، اس کی غریبی ومفلسی کبھی دور نہ ہوگی بلکہ وہ پریشان رہے گا یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ فرمان رسول ہے من كانت الدنيا همه فرق الله عليه امره وفعل فقره بين عينيه ولم ياته من الدنيا الا ما كتب له ومن كانت لآخرة نيته جمع الله له امره وجعلناه في قلبه وأتته الدنيا وهي راغمة یعنی جس آدمی کا رنج وغم، دوڑ دھوپ صرف دنیا ہی دنیا ہو تو اللہ تعالی اس پر اس کے معاملات کو منتشر کردیتا ہے، اس کی فقیری محتاجی کو اس کی آنکھوں کے درمیان رکھ دیتا ہے اور اسے دنیا سے بھی وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے مقدر میں لکھا جاچکا ہوتا ہے، (لیکن اس کے برعکس) جس آدمی کی فکر آخرت ہی آخرت ہو، اللہ تعالی اس کے تمام معاملات کی شیرازہ بندی کردیتا ہے، اور اس کے دل کو غنی کردیتا ہے اور دنیا ذلیل ہوکر (اس کے مقدر کے مطابق) اس کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ (الصحیحۃ للالبانی:950)

میرے عزیز دینی بھائیوں، ماؤں اور بہنو! اب بھی وقت ہے اللہ کی طرف لوٹ آیئے، اپنے لئے توشہ آخرت جمع کرلیں، آج ہی اللہ کو راضی کرلیں، کل کس نے دیکھا ہے، رمضان کا آنا اور تیزی سے گزر جانا ہمیں یہ پیغام دے رہا ہے کہ ہم بھی پوری تیزی کے ساتھ موت کی دہلیز پر قدم رکھنے کے لئے آگے بڑھتے جارہے ہیں، اگر ہم نے آج اپنی پوری زندگی کو رمضان بنالیا تو زندگی کے اختتام پر جو دن آئے گا وہ ہمارے لیے عید کا دن ہوگا، ایسی خوشی میسر آئے گی جس کے بعد نہ آزمائشیں آئیں گی نہ ہی کوئی خوف وخطر ہوگا، اس دن ہمارے لیے ہمیشہ کی عید کا اعلان کردیا جائے گا اور کہا جائے گا يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي اے اطمینان والی روح تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش پس میرے خاص بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں چلی جا۔ (الفجر:27-30) اسی لیے ہم آرام وراحت کو تیاگ دیں کیونکہ فرمان نبوی ہے انما يستريح من غفر له کہ آرام تو وہ کرتا ہے جسے بخش دیا گیا ہو۔ (الصحیحہ للالبانی:1710)

ذرا سوچیں! کیا ہمیں معلوم ہے کہ ہماری مغفرت ہوئی! کیا ہمیں پتہ ہے کہ ہماری عبادتیں قبول ہوئیں! نہیں، ہرگز نہیں! پھر کیوں نہ ہم اللہ کی طرف لوٹ جائیں جس میں ہماری دنیا وآخرت کی بھلائی ہے، کل ہمیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے، ہمارا حساب وکتاب ہونے والا ہے، رب العالمین نے ہمیں بیکار نہیں پیدا کیا فرمان باری تعالی ہے أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے (نہیں نہیں) بلکہ تم سب ہمارے پاس ایک نہ ایک دن لوٹائے جاؤ گے۔ (المومنون:115) ہم مسلمانوں کے لئے صحابہ کرامؓ کی ساری زندگی اسوہ ونمونہ کے طور پر موجود ہے، بالخصوص عشرہ مبشرہ صحابہ کرام کہ جنہوں نے دنیا میں جنت کی خوشخبری پاکر بھی ہمہ وقت فکر آخرت لئے زندگی گذارا، خوف الٰہی ہر وقت ان پر غالب رہتا، عبادت وریاضت کو کبھی نہ چھوڑا، اور ایک ہم سب ہیں نہ ڈھنگ کے مسلمان ہیں، نہ ہمیں یہ پتہ ہے کہ رب ہم سے راضی ہے، نہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ ہمارا ٹھکانہ کہاں ہے، پھر بھی عبادتوں سے ہم کتنے دور ہیں۔ اللہ کی پناہ ہم خود فیصلہ کریں کہ ہم کس ڈگر پر چل رہے ہیں؟ شیطان کی راہ پر یا پھر اللہ کی راہ پر۔

حرف دعا: اب آخر میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ الہ العالمین تو ہم سب کو اپنی اطاعت وبندگی ہمیشہ کرتے ہی رہنے کی توفیق عطا فرما اور تادم حیات تو اپنے دین پر استقامت کے ساتھ قائم ودائم رکھ۔

☆☆☆

۱-پاسپورٹ سائز کے تازہ فوٹو چار عدد۔ایک چپکائیں ۳ ساتھ میں روانہ کریں۔
۲-چپکائے گئے فوٹو پر ادارے کی مہر ضرور لگوائیں۔

دفتر
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
۴۱۱۶، اہل حدیث منزل، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-۶
فون: ۲۳۲۷۳۴۰۷

مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کمیٹی

فارم درخواست مقابلۂ تجوید وحفظ وتفسیر قرآن کریم
سال: ۱۴۴۳ھ-۲۰۲۲ء

(فارم صاف ستھرے لفظوں میں پُر کریں)

نام:..............................ولدیت:..............................لقب:..............................پیشہ:..............................
مقام عمل:..............تاریخ پیدائش: (تاریخ، مہینہ اور سال کی وضاحت کے ساتھ) ہندسوں میں:..............................لفظوں میں:..............................
مسلکہ تعلیمی اسناد:..............................مراسلت کا مکمل پتہ اردو میں (مع پن کوڈ):..............................
فون:..............................مراسلت کا مکمل پتہ انگریزی میں (مع پن کوڈ):..............................فون:..............................
مقابلہ کے لیے بھیجنے والی تنظیم/ادارہ کا نام و پتہ:..............................
(تصدیق نامہ، تنظیم/ادارہ کے مطبوعہ لیٹر ہیڈ پر سربراہ ادارہ کے دستخط و مہر کے ساتھ منسلک کریں)..............................
کیا اس سے قبل کسی ملکی یا غیر ملکی قرآنی مقابلہ میں شرکت کی ہے؟ اگر ہاں تو اس کی تفصیل:..............................
گزشتہ مسابقہ کے جس زمرے میں شریک ہوئے تھے اس کی وضاحت:..............................
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اس مقابلۂ قرأت کے کس زمرے میں شرکت چاہتے ہیں؟:

۱-مکمل حفظ قرآن　　۲:-بیس پارے　　۳:-دس پارے
۴:-پانچ پارے　　۵:-ناظرہ قرآن کامل　　۶:-ترجمہ وتفسیر کا تحریری امتحان

اگر بیس یا دس یا پانچ پاروں کے حفظ میں حصہ لینا ہے تو ان پاروں کی وضاحت:..............................
آپ کس اصولِ قرأت کے مطابق تلاوت کریں گے؟ حفص/ورش/قالون/الدوری (منتخب کردہ روایت کی نشان دہی کریں)..............................
کیا آپ کا پاسپورٹ تیار ہے؟ اگر ہاں تو اس کی فوٹو کاپی لازما منسلک کیجئے اور پاسپورٹ نمبر لکھئے:..............................

اقرارنامہ:

مندرجہ بالا معلومات میرے علم و یقین کے مطابق بالکل درست ہیں۔ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقابلۂ قرأت کے قواعد وضوابط کی پابندی کروں گا اور اس کے ہر فیصلہ کو قطعی اور آخری تسلیم کروں گا۔

امیدوار کا نام:..............................دستخط:..............................تاریخ:..............................

تصدیق نامہ (نامزد کرنے والے تعلیمی ادارے یا مسلم تنظیم کے کسی ذمہ دار کا)

میں مذکورہ بالا طالب علم امیدوار کی تصدیق کرتا ہوں:
نام:..............................منصب:..............................تصدیق کنندہ کے دستخط:..............................تاریخ:..............................

برائے دفتری امور

۱-یہ درخواست مؤرخہ..............................کو موصول ہوئی۔
وصول کنندہ کے دستخط:..............................
۲-برائے زمرہ:..............................۳-درخواست منظور/نامنظور:..............................
۴-نامنظوری کی وجہ:..............................
دستخط سکریٹری مقابلہ کمیٹی:..............................

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان

ساری انسانیت کی ہدایت ورھنمائی اور اصلاح اور اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام قرآن مجید سے رشتہ مضبوط کرنے کے لیے

مرکزی جمعیت اھل حدیث ھند کے زیر اھتمام اپنی نوعیت کا منفرد

انیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم

بتاریخ 11-12 جون 2022 بمطابق 11-12 ذی القعدہ 1443ھ بروز ہفتہ، اتوار

بمقام: D-254، اھل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، نیو دھلی، 25

رجسٹریشن کی آخری تاریخ: 6 جون 2022ء

اغراض ومقاصد

☆مسلمانوں کوزندگی کے تمام امور میں قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دینا☆ قرآن کریم کی تلاوت، تجوید وحفظ، اس کے معانی وتفسیر پر فکروتدبر میں دلچسپی پیدا کرنا☆

☆مسلمان بچوں میں قرآن کریم کی تلاوت وحفظ کا شوق پیدا کرنا ☆امت کو کتاب الٰہی سے وابستہ کرکے دنیا وآخرت میں فوزوفلاح سے ہمکنار کرنا☆

☆ حفاظ وقراء کی حوصلہ افزائی نیز مدارس میں فن تجوید پر مزید توجہ کی راہ ہموار کرنا☆

خصوصیات

● ہزاروں روپے کے نقد انعامات ● حوصلہ افزائی کے لیے بھی متعدد ومختلف النوع انعامات ● ممتاز حفاظ وقراء کے لیے بین الاقوامی مقابلہ قرآن میں نامزدگی کا امکان ●

● ملک بھر میں ۲۵ سال سے کم عمر کے حفاظ وقراء وطلباء کے لیے نادر ونایاب موقعہ

مقابلے کے زمرے

اول: حفظ قرآن کریم کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	دوم: حفظ قرآن کریم بیس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت
سوم: حفظ قرآن کریم دس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	چہارم: حفظِ قرآن کریم پانچ پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت
پنجم: ناظرہ تلاوت قرآن کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	ششم: سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق کے ترجمے اور تفسیر کا تحریری امتحان

__ترجمہ وتفسیر (سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق) کا تحریری امتحان بتاریخ ۱۱رجون ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوگا اوراس کا پرچہ سوالات مصحف مطبوع مجمع الملک فہد ۱۴۱۷ھ ترجمہ مولانا جوناگڑھیؒ کی روشنی میں تیار کیا جائے گا۔__ ☆امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ پاروں کا حافظ ہو اور احکام تجوید وقرأت سے بھی واقف ہو، احکام تجوید کے سوالات کا عملاً جواب دے سکے، قرأتِ سبعہ میں سے کسی ایک قرأت کے مطابق تلاوت کرے، جس کا واضح اندراج فارم داخلہ میں کرنا لازمی ہے۔ ☆ایک قاری کو صرف ایک ہی زمرہ میں شرکت کی اجازت ہوگی۔

اھم وضاحت: اگرکسی زمرے کے لیے پانچ سے کم امیدوار اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی پہنچے تو مرکزی جمعیت اس زمرے کا مقابلہ منعقد کرنے سے معذور ہوگی۔

شرائط شرکت مسابقہ

❶ مقابلہ میں شرکت کی درخواست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقررہ فارم پر ہی دی جائے گی۔ (ناگزیر حالات میں مقررہ فارم کی فوٹو کاپی استعمال کی جاسکتی ہے) ❷ شرکت کے متمنی قاری کی عمر ۲۵ سال سے زائد نہ ہو ❸ امیدوار کا شمار ملک کے مشہور پیشہ ور قراء میں نہ ہوتا ہو۔ ❹ اس سے پہلے وہ کسی بین الاقوامی مقابلۂ حفظ وقرأت میں حصہ نہ لے چکا ہو ❺ مرکزی جمعیت کے کسی مقابلے کے شریک قاری کو اس زمرے میں یا اس سے نیچے کے زمرے میں شرکت کی اجازت نہیں ہوگی جس میں وہ پہلے بھی حصہ لے چکا ہو۔ ❻ مقابلے میں شرکت کی مکمل درخواست، انعقاد مقابلہ سے چار روز قبل دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو موصول ہونا لازمی ہے بصورت دیگر درخواست رد کردی جائے گی ❼ حفظ قرآن اور تجوید واحکام کی قابل قبول سند یا تصدیق نامہ کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ منسلک ہو اور اصل اپنے ساتھ لائے۔ ❽ مقابلے میں شرکت کی نامزدگی کسی دینی تعلیمی ادارے یا معروف مسلم تنظیم کی جانب سے ہونی چاہیے ❾ اصولِ تجوید وقرأت سے ناواقف امیدوار کو مقابلے سے خارج کردیا جائے گا۔

☆ زمرۂ پنجم (ناظرہ قرآن مکمل) میں حفظ کررہے طلبہ کو شرکت کی اجازت نہ ہوگی۔

ان شاء اللہ نقدانعامات کے علاوہ دیگر انعامات بھی دیئے جائیں گے
نیز دیگر شرکاء کے لیے بھی کچھ تشجیعی انعامات ہوں گے۔

عام وضروری شرائط

(۱) مقابلے کی شرائط اور درخواست فارم بذات خود ڈاک ٹکٹ بھیج کر دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے طلب کئے جاسکتے ہیں۔ نیز صوبائی جمعیات کے دفاتر سے بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(۲) اس مقابلے میں شرکت کے امیدوار اپنے جملہ اخراجات سفر کے ذمہ دار خود ہوں گے۔

(۳) امیدواروں کے دوروزہ قیام وطعام کا بندوبست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی جانب سے کیا جائے گا بشرطیکہ اس کی اطلاع چار روز قبل مرکزی جمعیت کو مل چکی ہو۔

(۴) قیام گاہ جانے سے قبل اپنی آمد کا اندراج لازماً مکمل کرائیں۔ موسم کے مطابق بستر ساتھ لائیں۔ جمعیت اس سلسلے میں تعاون سے معذور رہے گی۔

(۵) نابینا امیدوار کے ہمراہ آنے والے ایک صاحب کی ضیافت کی ذمہ داری بھی مرکزی جمعیت قبول کرے گی۔

(۶) غیر امیدوار افراد یا ساتھ آنے والے افراد ۶۰ روپے یومیہ کا کھانے کا کوپن حاصل کرکے ناشتہ، ظہرانہ اور عشائیہ کی سہولت حاصل کرسکتے ہیں۔

(۷) قواعد وضوابط اور فارم میں مذکورہ شرائط کی تکمیل کرنے والے امیدوار ہی شرکت کے مجاز ہوں گے۔

ملاحظہ: اس سلسلے میں مزید معلومات کے لیے ناظم مقابلہ کمیٹی سے ہر روز (علاوہ اتوار) شام ۴ بجے سے ۶ بجے تک بذریعہ فون یا شخصی طور پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔
درخواست فارم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ویب سائٹ www.ahlehadees.org پر دستیاب ہے شرکت کے خواہشمند طلبا اسے فری ڈاون لوڈ کرسکتے ہیں۔

ضروری معلومات نیز فارم حاصل کرنے کے لیے فوراً رابطہ قائم کریں

مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کمیٹی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۶

فون: 011-23273407 ای میل: jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

وحی کے مختلف طریقے

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہؒ

وحی کے طریقوں کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد ہوا:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ (۴۲:۵۱)

انسانوں کے ساتھ گفتگو میں ہمارے اللہ تعالیٰ کے تین طریقے ہیں۔ دل میں الہام خیر، پس پردہ آواز یا فرشتہ بصورت پیغمبر آجائے اور پیغام دے جائے۔

پہلے انبیاء کے متعلق ممکن ہے کہ ان تینوں طریقوں کے مجموعہ سے انہیں مخاطب نہ فرمایا گیا ہو بلکہ کسی اور طریق سے ان پر وحی نازل ہوئی ہو لیکن آنحضرت کے متعلق فرمایا: وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (۴۲:۵۲) "ہم نے تم پر اپنا امر اسی طرح وحی کیا"۔

یہ حدیث شریف کی وحی کے طریقے ہیں۔ قرآن عزیز کے طریق نزول کی وضاحت یوں بیان فرمائی۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (۲۶:۱۹۳) قرآن پاک بواسطہ روح الامین تمھارے دل تک پہنچایا گیا تا کہ تم ڈراؤ۔

اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ خود قرآن عزیز سے معلوم کیا جائے کہ ارشاد نبویؐ اور ان کی اہمیت قرآن کی نظر میں کیا ہے؟ مستقبل کی مشکلات رواۃ کے حفظ عدالت، شذوذ اور علل کے نقائص منزل قرآن کی نظر سے پوشیدہ نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم تھا کہ سلسلہ روایت سے شکوک وشبہات اور ظنون کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ اس کے باوجود اگر قرآن عزیز، احادیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی اہمیت کو قبول فرمائے تو ہمیں اعتراض کا حق نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن علم کے اس شعبہ کو علی علاتہ قبول فرماتا ہے۔ ظنون اور شبہات کے باوجود اس کی ضرورت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تعلیم قرآن کا ایک جزء ہے اور وہ نقائص جن سے ہمارے شبہات میں اضافہ ہو رہا ہے اور جسے ہم شک، ظن یا وہم سے تعبیر کرتے ہیں۔ قرآن کی نظر میں یہ کوئی عیب نہیں ہے لہٰذا اس کی بناء پر احادیث کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ اگر حدیث کی حیثیت عام تاریخ یا حوادث روزگار کی ہوتی اور اسے کوئی غیر معمولی اہمیت حاصل نہ ہوتی تو قرآن مجید اسے اتنی اہمیت نہ دیتا اور اس کے متعلق اتنے گہرے اور مضبوط ارشادات نہ فرماتا اور نہ ہی اسے بار بار دہراتا۔

قرآن مجید میں احادیث کا تذکرہ:

قرآن عزیز میں احادیث کا تذکرہ دو طرح پر ملتا ہے۔ (۱) رسول کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے الگ باستقلال ذکر فرمانا۔ (۲) آیات میں ایسے مقام کا ذکر جن کی تکمیل حدیث کے سوا نہ ہو سکے۔ اس کے ذیل میں ان آیات کا ذکر آئے گا جن میں دونوں قسم کے تذکرے موجود ہوں۔

۱۔ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (۵۹:۷) رسول جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ، اتاکم کو یہاں نہاکم کے مقابلہ میں رکھا گیا ہے اور نہی کے مقابلہ میں امر ہوتا ہے اس لئے اتاکم کے معنی امرکم ہوں گے۔ یعنی آنحضرتؐ کے امر پر سختی سے عمل کرو۔ امر کا مفاد وجوب ہے اور نہی کا تقاضا حرمت، یعنی آنحضرتؐ جس چیز کا حکم فرمادیں اس کی پابندی واجب ہوگی اور جس چیز سے روکیں اس کا کرنا حرام ہوگا۔ آیت کا عموم آنحضرتؐ کی اطاعت کے وجوب پر مشتمل ہے۔ فخذوہ میں اسی وجوب وتاکید کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ آیت کو تقسیم غنائم پر محمول کیا جائے تو بھی اصل مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس میں بھی تقسیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر ونہی کی بناء پر ہوگی۔ اس میں تشریع کے اختیارات آنحضرتؐ کو تفویض فرمائے گئے۔ وجوب وتحریم دونوں میں آنحضرتؐ کے ارشادات کو قطعی اور حتمی بتایا گیا اور لوگوں پر فرض کیا گیا۔ آنحضرت کے امر ونہی کے بعد صرف اسی کی تعمیل کی جائے کسی دوسری چیز کے انتظار کی ضرورت نہیں۔ ہمارے نزدیک حجیت حدیث کا یہی مطلب ہے۔

۲۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (۴:۶۴) ہم نے رسول بھیجا ہی اس لئے ہے کہ لوگ اس کی اطاعت کریں۔ اس آیت میں رسالت کا مقصد حقیقی اطاعت قرار دیا گیا ہے اگر کوئی شخص رسالت یا رسول کو تسلیم تو کرتا ہے۔ لیکن اس کی اطاعت اور اس کے احکام کے سامنے انقیاد کو ضروری نہیں سمجھتا، تو یقین کرنا چاہیے کہ وہ نبوت کی غایت اور اس کے مقصد سے ناواقف ہے کسی چیز کی غایت اور مقصد سے انکار کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی افادی حیثیت سے انکار کر دیا گیا اور اسے بے سود سمجھا گیا۔ معلوم نہیں کہ اس کے بعد کفر وجود کس چیز کا نام رکھا جائے گا اور چونکہ پیغمبر کو یہ مقام اللہ کے اذن سے ملا ہے لہٰذا اس مقام کا انکار اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعلان

جنگ ہوگا۔اعاذنا اللہ من ذلک

۳۔فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (٤:٦٥)

خدا کی قسم ان میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک یہ لوگ آپ کو حاکم نہ مانیں۔پھر آپ کے فیصلوں کو دلی رضامندی سے بے چون وچرا تسلیم نہ کریں۔

اس آیت میں چند امور قابل غور ہیں:

۱۔باہمی نزاع اور اختلاف کا ذکر اصول موضوعہ اور مسلمات کی طرح فرمایا گیا ہے اور یہ اختلاف طبائع کا لازمی نتیجہ ہے یعنی اختلاف ضرور ہوگا۔

۲۔پھر اس کے رفع کی صورت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے اور آپ کا حکم۔

۳۔اس کے قبول میں دل کے وساوس اور خطرات کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔

۴۔معلوم ہوا کہ یہ نزاع اور فیصلہ دونوں قرآن عزیز کے علاوہ ہیں،اگر اس سے مراد دنیا کے باہمی جھگڑے بھی لئے جائیں اور رسول کے فیصلے کی حیثیت امیر اور حاکم وقت کے حکم کی ہو تو بھی اصل حجیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ آیت کا عموم دونوں کو شامل ہوگا۔

مگر رسول کی حیثیت منقسم ہوگی۔دنیوی حیثیت سے وہ حاکم اور امیر ہے اور اپنے روحانی منصب کے لحاظ وہ پیغمبر ہے۔اگر دنیوی حیثیت سے اس کے فیصلہ کے انکار سے ایمان کی نفی ہوسکتی ہے تو اس کے روحانی منصب سے اختلاف یا اس کی حجیت کا انکار تو بطریق اولیٰ ایمان کی موت کے ہم معنی ہوگا۔اس لئے یہ آیت حجیت حدیث میں نص ہے۔فاین المفر

۴۔وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلاَ مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً مُّبِيْنًا (٣٣:٣٦)

’’اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی صوابدید اور پسند کو اس امر میں مداخلت کا موقع دیں اور اگر کسی نے اس کی خلاف ورزی کی تو اس کی گمراہی بالکل ظاہر ہے۔‘‘

۱۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی قبولیت شرط ایمان قرار پائی ہے۔

۲۔فیصلہ کے بعد ذاتی پسند کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

۳۔اور اگر کوئی اپنی پسند پر اصرار کرے اور صوابدید کے مطابق فیصلہ کی سعی کرے تو اس کے لئے ضلال مبین کی وعید موجود ہے۔

۴۔اس قسم کے اختیار سے دستبرداری شرط ایمان قرار پائی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل اور اجتہاد کی حجیت اس آیت سے بالکل واضح ہے اور اہل حدیث کا اس سے زیادہ کوئی جرم نہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو اس سے پست نہیں دیکھنا چاہتے۔ہر صاحب امر کا حکم اپنے حلقۂ اثر میں حجت تصور کیا جائے لیکن رسول ﷺ کو اس معقول اور واجبی حق سے محروم رکھا جائے۔کیوں؟

درحیرتم تمام کہ ایں چہ بوالعجبی است

۵۔لاَ تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (٢٤:٦٣)

رسول کی دعوت اور پکار کو تم اپنی باہمی پکار و دعوت کی طرح مت سمجھو (بلکہ رسول کی پکار واجب القبول ہے) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دوسروں کی آڑ میں حیلوں اور بہانوں سے آنحضرتؐ کی اطاعت سے بچنا چاہتے ہیں۔جو لوگ آنحضرتؐ کے امر کی مخالفت کرتے ہیں،انہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں کسی آزمائش یا دردناک عذاب میں نہ مبتلا ہو جائیں۔

اس آیت کی تصریحات پر غور فرمائیے۔

۱۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار کا حکم لوگوں کی معمولی اور معتاد گفتگو سے مختلف ہے۔(باہمی گفتگو میں ایک دوسرے کی مخالفت کی جاسکتی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے) یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔

۲۔حیلوں بہانوں سے دوسروں کی آڑ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ منافقین کا طریق ہے۔

۳۔جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت کرتے ہیں (انہیں حجت نہیں سمجھتے) وہ عذاب الیم کے مستحق ہیں۔**یخالفون عن امرہ** کا لفظ مخالفین کے لئے از بس غور طلب ہے۔

۶۔وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (٢٤:٥٦)

نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (٥٨:١٣)

نمازقائم کرواورزکوۃ ادا کرو۔اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرواوراللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔

ان دونوں آیات میں نمازاورزکوۃ کی طرح آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم کی اطاعت کوفرض قراردیا گیاہے۔سورہ نور، سورہ احزاب،سورہ المجادلہ میں مقام رسالت اوراس کی اطاعت کاذکرکثرت سے آیاہےاوراس کی تاکید کے لئے اسلوب بیان میں عجیب حکیمانہ تصرف فرمایاہے۔جس کی خوبی کالطف وہی لوگ اٹھاسکتے ہیں جن کوعربی زبان سے کچھ تعلق ہے۔

سورہ نورمیں الرسول کوبقید تعریف ذکرفرمایاہےجس سے مرادصرف محمدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اورسورہ مجادلہ میں اللہ اور رسول دونوں کا ذکرفرمایا ہے۔ مطلب ایک ہی ہے۔انداز بیان بے حدلطیف ہے۔رسولہ میں رسالت کواپنی قرار دے کررسول کوبھی اپنالیاہے۔

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بودمرا

۷۔قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (۳:۳۱)

''اگرتم اللہ سے محبت رکھتے ہوتومیری اتباع کرواللہ تم سے محبت کرے گاتمہاری غلطیاں معاف فرمائے گااللہ بخشنے والارحم کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی محبت ایک مسلمہ مطلوب ہے۔موحداورمشرک دونوں اس کی طلب میں کوشاں ہیں۔فرمایااس کی راہ صرف میری اتباع ہےاوراس سے نہ صرف تمہاری محبت کااظہارہوگابلکہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے۔محبّ ہونے کے بجائےتمہیں محبوبیت کا مقام حاصل ہوگا اور گناہ معاف ہوجائیں گے۔محبوب کی لغزشوں سے درگزرکرنامحبت کاطبعی نتیجہ ہے۔آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کاوجوب کس حکیمانہ انداز سے بیان فرمایا ہے۔محبت الٰہی کے سرفروش اور سرگرداں متوالوں کو محبوبیت کانسخہ بتاکران پرنوازش کی گئی ہے۔عشق کے آرزومندوں کومعشوق ہونے کی راہ بتادی گئی ہے۔

عزیزاں را ازیں معنی خبرنیست

کہ سلطانِ جہاں باماست امروز

یہ ساری نوازشیں آنخضرتؐ کی اتباع کے ساتھ وابستہ ہیں اورآنخضرتؐ کی عملی طاعت اس عظیم الشان کامیابی کی ضامن ہے۔کتنا تعجب ہے کہ آنخضرتؐ کے ارشادات کی حجیت کا انکارکرکے محبت اور محبوبیت کی دونوں راہوں پر پہرے بٹھادیئے گئے ہیں۔ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰٮكَ اللّٰهُ‌ ؕ وَلَا تَكُنۡ لِّـلۡخَآئِنِيۡنَ خَصِيۡمًا (۴:۱۰۵)

''ہم نے تم پرکتاب یقیناًاس لئے اتاری ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بصیرت سے لوگوں کے فیصلے کرواوراس سلسلہ میں خیانت پیشہ لوگوں کی حمایت مت کرو۔''

۱۔کتاب حق اتارنے کی علت حکم نبوی کوقراردیاہے۔اگرآنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوفیصلہ کاحق نہ ہوتااورفیصلہ کرناضروری نہ ہوتاتوآنخضرتؐ پرکتاب اتارنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

۲۔یہ فیصلہ بھی وحی ناطق سے نہیں ہوگااراک اللہ میں یہ وضاحت فرمائی گئی کہ یہ فیصلہ سوچ وبچاراوراجتہاد سےہوگااورآنخضرتؐ اپنی رائے سے فرمائیں گے۔

۳۔آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہدلیاگیاہے کہ وہ کسی غلط آدمی کی حمایت نہ کریں گے۔

آیت میں معاملہ دوٹوک کردیاگیاہے۔یاتوآنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم پرنزول قرآن ہی کاانکارکردیاجائے یاپھرآنخضرت کے اجتہادات کوبھی من جانب اللہ سمجھا جائے۔آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات محض تاریخی سرمایہ نہیں بلکہ واجب التعمیل احکام اورحقیقت ناطقہ ہیں۔من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔

(بحوالہ:حجیت حدیث صفحہ۱۶۰-۱۶۷)

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

نکاح نامہ رجسٹر

☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیارشدہ

☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔

☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ

☆ نہایت دیدہ زیب اورآرٹ پیپرپرطباعت

☆ ہرمسجدومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق:150 قیمت:Rs.200/-Net

گاؤں محلّہ میں صباحی ومسائی مکاتب قائم کیجیے
اورمکاتب میں تجویدوتعلیم قرآن کریم کا اہتمام کیجئے!

حضرات! قرآن کریم بنونوع انسان وجنان کے نام اللہ رب العالمین کا آخری پیغام ہے۔ جو نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا، جو ہدایت کا سرچشمہ، عبرت وموعظت کا ذریعہ اور دین وشریعت اور توحید ورسالت کا اولین مرجع ومصدر ہے، جس کا حرف حرف علم وعرفان اور حکمت وموعظمت کے موتیوں سے لبریز ہے، جس کی تعلیم وتعلم اور تلاوت باعث ثواب اور جس پر عمل فوز وفلاح اور سعادت دارین کا سبب اور ضمانت ہے اور قوموں کی عزت وذلت اور عروج وزوال اسی سے مربوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اول یوم سے اس کی تلاوت وقرأت اور اس پر عمل کا خصوصی اہتمام کیا، حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کے مکاتب ومدارس قائم کئے اور سوسائٹی میں اس کی تعلیم واتباع کو خصوصیت کے ساتھ رواج دیا۔ نتیجتاً وہ اس اہتمام بالقرآن کی برکت سے ہر میدان میں اوج کمال تک پہنچے۔ لیکن بعد کے ادوار میں یہ روشن روایت دن بدن کمزور پڑتی گئی۔ خود برصغیر میں تعلیم وتفسیر قرآن کریم تو کجا تجوید وقرأت کا عرصہ تک کما حقہ اور مضبوط انتظام نہ ہوسکا اور نہ اس پر خصوصی توجہ مبذول کی گئی۔ حالانکہ تعلیم وتعلم قرآن میں علم تاویل وتفسیر اور غور وفکر کے ساتھ ساتھ تجوید بھی مقصود تھا اور ہمارے نبی کریم محمد ﷺ نے اس کی بڑی تاکید بھی فرمائی تھی۔

مقام شکر ہے کہ چند دہائی قبل مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سمیت مختلف جہات سے تعلیمی بیداری مہم کے نتیجے میں مدارس وجامعات اور مکاتب ومساجد میں تجوید قرآن کریم کا مبارک سلسلہ شروع ہوا تھا جس کے ملکی سطح پر بہترین ثمرات سامنے آئے۔ پورے ملک میں مکاتب بڑے پیمانے پر قائم ہوئے اور بہت سی بستیوں میں مکتب کی تعلیم کے زیراثر بچوں کی ذہنی طور پر نشو ونما ہونے لگی۔ لیکن روز بروز بدلتے حالات کے پیش نظر عصری تعلیم گاہوں اور کنونٹس اور گاؤں میں مدارس کی وجہ سے مکاتب بہت متاثر ہوئے۔ لہٰذا مکاتب کو بڑے اور عمدہ پیمانے پر پروان چڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ نئی نسل کو دین کی بنیادی باتوں اور قرآن کریم سے روشناس کرایا جاسکے۔

لہٰذا آپ حضرات سے دردمندانہ گزارش ہے کہ اس حوالے سے خصوصی توجہ مبذول کریں اور اپنے گاؤں اور محلوں میں صباحی ومسائی مکاتب کے قیام کو یقینی بنائیں، اگر قائم ہیں تو ان کی سرگرمی وفعالیت میں بہتری لائیں، قدیم نظام کا احیاء کریں، ان میں تجوید وتعلیم قرآن کا خصوصی اہتمام کریں تاکہ جماعت وملت کے نونہالوں کو دین واخلاق سے آراستہ کرسکیں اور انھیں دین وعقیدہ پر قائم رکھ سکیں۔

اللہ تعالی ہم سب کو ایک ہوکر دین حنیف، جماعت وجمعیت اور ملک وملت کی مخلصانہ خدمت انجام دینے کی توفیق بخشے، ہر طرح کے فتنے اور آزمائش سے محفوظ رکھے اور عالمی مہلک وبا کورونا وغیرہ سے سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

اپیل کنندگان

اصغر علی امام مہدی سلفی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ودیگر ذمہ داران

علم کی اہمیت وفضیلت

مولانا محمد شمس الحق عبدالحق سلفی
نائب ناظم، صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ

العلم زين وتشريف لصاحبه
فاطلب هديت فنون العلم والادبا
وصاحب العلم معروف به ابدا
نعم الخليط اذا ما صاحب صاحبا

صاحب علم کے لئے علم وآگہی باعث شرف وزینت ہے، تو اللہ تمہاری ہدایت کرے تم علم کے تمام فنون وادب کو سیکھو۔

اور صاحب علم، علم کے سبب ہمیشہ مشہور ومعروف رہتا ہے، یہ علم بہترین شریک کار ہے جب کوئی دوست اس کی صحبت اختیار کرے۔

علم وحکمت کے ذریعے انسان ایمان ویقین کی دنیا آباد کرتا ہے، گمراہوں کو صراط مستقیم کی رہنمائی کرتا ہے۔ بروں کو نیک وصالح، دشمن کو دوست، بے گانوں کو اپنا بناتا ہے، اور دنیا میں امن وامان صلح وآشتی کی فضا پیدا کرتا ہے۔ علم کی فضیلت واہمیت، عظمت ورفعت ترغیب وتاکید دین اسلام میں جس بلیغ ودل آویز انداز میں پائی جاتی ہے اس کی نظیر ومثال اور کہیں نہیں ملتی۔ اللہ رب العالمین نے اہل علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کردے گا۔ (سورہ مجادلہ: ۱۱)

یعنی اہل ایمان کے درجے، غیر اہل ایمان پر اور اہل علم کے درجے اہل ایمان پر بلند فرمائے گا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ ایمان کے ساتھ علوم دین سے واقفیت مزید رفع درجات کا باعث ہے۔ (تفسیر احسن البیان ۱۲۷۹)

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورہ زمر: ۹) بتاؤ کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔

جس طرح علم وجہل میں فرق ہے، اسی طرح عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتا ہے۔ تعلیم وتربیت، درس وتدریس تو گویا اس دین رحمت کا جزو لاینفک ہے۔ کلام پاک میں سب سے پہلا لفظ پروردگار عالم نے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ہے۔

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا (سورہ اقراء: ۵)

یہ سب سے پہلے وحی الٰہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ غار حراء میں مصروف عبادت تھے۔ فرشتہ جبریل امین علیہ السلام نے آکر کہا، پڑھ، آپ نے فرمایا میں تو پڑھا ہوا ہی نہیں ہوں، فرشتے نے آپ کو تربیت دیتے ہوئے پکڑ کر زور سے بھینچا، اور کہا پڑھ، آپ نے پھر وہی جواب دیا اس طرح تین مرتبہ اس فرشتہ نے آپ کو بھینچا۔ پھر چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ پڑھو اپنے رب کے نام۔ الخ (صحیح بخاری کتاب بدء الوحی رقم ۳)

گویا وحی الٰہی کے آغاز ہی میں جس چیز کی طرف نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نوع انسانیت کو توجہ دلائی گئی وہ لکھنا پڑھنا اور تعلیم وتربیت حکمت ودانائی کے زیور سے انسانی زندگی کو آراستہ کرنا تھا۔ یہاں ضمناً اس حقیقت کو واضح کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جہاں عام انسانوں کے لئے قلم وقرطاس حصول علم وحکمت کا ایک دنیوی اور مادی ذریعہ ہے وہاں اللہ رب العالمین اور رحمت للعالمین کے درمیان حضرت جبریل امین علیہ السلام ایک نورانی اور ملکوتی واسطہ ہیں۔ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مادی ذرائع سے بے نیاز کر دیا۔

علم خواہ دینی ہو یا دنیوی انسان کو عالی مرتبت بناتا ہے، علم کی اہمیت وحی الٰہی کے آغاز سے مسلم ہے۔ رب ذوالجلال علیم وحکیم نے انبیاء علیہم السلام ورسل کو علم کی شمع جلانے، نور ہدایت کو عام کرنے، اور جہالت کی ظلمت کو کافور کرنے کے لئے معلم انسانیت بنا کر اس دنیا میں مبعوث فرمایا اور انسان کو پیغام سنایا۔ والعلم نور الجهل ظلمة علم ایک نور ہے اور جہالت ایک تاریکی ہے۔ علم وہ شئی ہے جو نہ چرایا جا سکتا ہے اور نہ چھینا جا سکتا ہے۔ نہ دریا ڈبو سکتا ہے اور نہ سمندر غرق کر سکتا ہے نہ ہی اسے کیڑے کھا سکتا ہے۔ کیا ہی خوب کہا ہے العلم باق لا يزال علم ہمیشہ باقی رہنے والا جوہر ہے۔ علم انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما انما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر بلاشبہ علماء انبیاءؑ کے وارث ہیں اور انبیاءؑ نے کوئی درہم دینار ورثے میں نہیں چھوڑے ہیں۔ انہوں نے علم کی وراثت چھوڑی ہے۔ جس نے اسے حاصل کر لیا اس نے بڑا نصیبہ (وافر حصہ) پایا۔ (سنن ابی داؤد ۳۶۶۱ صحیح الموسوعہ)

علم دین کی اہمیت وفضیلت مسلم ہے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے صفحات علم دین کی فضیلت واہمیت سے بھرے پڑے ہیں۔ علم جہاں نعمت خداوندی ہے وہیں رحمت ربانی ہے۔ علم وہ دولت ہے جس کے ذریعہ اللہ کی عظیم قدرت وعظمت اور اس

کی صفات عالیہ سے آگاہ ہوتے ہیں، علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایامن یرد اللہ به خیرا یفقهه فی الدین (جامع ترمذی ۲۶۴۵ صحیح الموسوعہ) جن کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔اورایک روایت میں ہے: **عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من یلتمس فیه علما سهل الله له طریقا الی الجنة** سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو علم حاصل کرنے کے ارادہ سے کہیں جائے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے راستے کو آسان (ہموار) کر دیتا ہے۔(جامع ترمذی ۲۶۴۶ صحیح الموسوعہ)

اورایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم، ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله وملائکته واهل السموات والارض حتی النملة فی جحرها وحتی الحوت لیصلون علی معلمی الناس الخیر** عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ایک عام آدمی پر ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمان وزمین والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنی سوراخ میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس شخص کے لئے جو نیکی وبھلائی کی تعلیم دیتا ہے خیروبرکت کی دعائیں کرتی ہیں۔(جامع ترمذی ۲۶۸۵ صحیح الموسوعہ)

عالم سے مراد قرآن وحدیث کا عالم ہے جو فرائض وسنن کی پابندی کے ساتھ تعلیم وتعلم میں مصروف رہتا ہے اور عابد سے مراد وہ شخص ہے جو اپنا زیادہ وقت عبادت الٰہی میں گزارتا ہے۔اس کے نوافل اور کثرت ذکر کا فائدہ چونکہ اس کی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے، جبکہ عالم کے علم کا فیض دوسرے لوگوں تک بھی پہنچتا ہے، اس لئے وہ عابد پر بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

قرآن سیکھنے اور سکھلانے والے کائنات میں سب سے بہتر ہیں جیسا کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **خیرکم من تعلم القرآن وعلمه** (صحیح بخاری ۵۰۸۷)

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھلایا دوسری روایت میں ہے۔ **ان افضلکم من تعلم القرآن وعلمه** (صحیح بخاری ۵۰۲۸) یقیناً تم میں سب سے افضل وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھلایا۔

علم دین انسان کو گمراہی سے ہدایت تک پہنچاتا ہے، تاریکی کے قعر مذلت سے نکال کر نور ہدایت سے روشناس کرتا ہے۔اسی علم دین سے وابستگی نے قوم مسلم کو زندگی کے ہر میدان میں کامیاب وکامران کیا۔اسی علم دین سے تعلقات نے اسلامی شان وشوکت کا علم دنیا کی بلند سے بلند چوٹیوں پر لہرایا۔اسی علم دین سے وابستگی کی بنیاد پر کبھی ساری دنیا پر اسلامی تہذیب وتمدن کا بول بالا تھا۔

لیکن افسوس ان سب فضائل ومحامد کے باوجود آج علم دین کے تئیں معاشرہ کی المناک صورت حال ہے۔آج مسلم معاشرہ علم دین سے کوسوں دور ہوتا جارہا ہے، اور دن بہ دن دینی علوم ومعارف سے دوری میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ایک بچہ مسلم گھرانہ میں پیدا ہونے کے باوجود صحیح کلمہ پڑھنا نہیں جانتا ہے، وضو اور نماز کے ضروری مسائل سے ناواقف ہوتا ہے۔قرآن مجید جس کی تلاوت کرنا، پڑھنا اور اس کا معنی مطلب جاننا ضروری ہے لیکن چھوٹی چھوٹی سورتیں بھی صحیح طریقے سے نہیں پڑھ پاتا، اسلام کے بنیادی عقائد اور وہ تعلیمات دین جن پر ایمان کا دارومدار ہے اس کا بھی علم نہیں رکھتا۔کیا شہر کیا گاؤں دیہات ہر جگہ دینی تعلیم کا فقدان ہے، حالانکہ دینی تعلیم حاصل کرنا جس کے ذریعہ انسان شریعت کے مطابق اپنی زندگی گذار سکے ہر کلمہ گو پر فرض ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: **طلب العلم فریضة علی کل مسلم** علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔(سنن ابن ماجہ ۲۲۴ صحیح الموسوعہ)

مسلمان سے مراد مرد اور عورتیں سبھی ہیں۔کیونکہ شریعت کے احکام پر عمل کرنا مردوں اور عورتوں سبھی پر فرض ہے، لہٰذا انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کیا جائز ہے کیا ناجائز۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں سب کو دین سکھایا اور اس کے مسائل بتائے۔

یہ حقیقت ہے کہ جب تک انسان کو احکام الٰہی اور تعلیمات نبوی کا علم نہیں ہوگا اس وقت تک یقیناً ان پر عمل پیرا ہونا بھی ناممکن اور مشکل ہوگا، اور جب دینی ناواقفیت کی وباعام ہوگی تو امت طرح طرح کی پریشانیوں اور مشکلات کا شکار ہوجائے گی۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا **ان الله لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من العباد، ولکن یقبض العلم بقبض العلماء، حتی اذا لم یبق عالما اتخذالناس رؤسا جهالا، فسئلوا فأفتوا بغیر علم فضلوا وأضلوا** اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے، بلکہ وہ (پختہ کار) علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔حتی کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوالات کیے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔اس لئے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔(صحیح بخاری باب کیف یقبض العلم رقم ۱۰۰)

یہ قرب قیامت کی ایک علامت کا بیان ہے کہ علماء دین ناپید ہوجائیں گے اور جاہل لوگ سردار، پیشوا اور امام بن جائیں گے۔جن کو قرآن وحدیث کا علم ہی نہیں ہوگا، اس کے باوجود وہ مفتی اور مجتہد بنے ہوں گے اور اپنے فتوؤں اور خودساختہ مسئلوں سے اپنے ساتھ دوسرے لوگوں کی بھی گمراہی کا باعث بنیں گے۔اس میں جہاں اس امر کی ترغیب ہے کہ علماء دین زیادہ سے زیادہ تیار کئے جائیں، وہیں اس کی بھی تاکید ہے کہ جاہلوں کو دین کا پیشوا وقائد بنانے سے اجتناب کیا جائے۔

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مسواک کی فضیلت اور اس کے احکام

مولانا عبدالمنان شکراوی، دہلی

مسواک کرنا پاکی صفائی کی قسموں میں سے ایک اہم قسم، صفائی کی عادتوں میں سے ایک پسندیدہ عادت اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ متعدد مواقع پر آپ نے اس کی ترغیب اور تاکید فرمائی ہے نیز اس کی فضیلت واحکام بیان فرمائے ہیں۔ مسواک کے احکام ومسائل کو جاننا دین کی سمجھ کا ایک حصہ ہے اور ایک مسلمان کے لیے دنیا وآخرت میں نفع بخش علم کی حیثیت رکھتا ہے۔

مسواک کا ثبوت حدیث میں: مسواک کی فضیلت کے سلسلے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک منہ کی صفائی اور رب کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ (بخاری) مقدام بن سریح بن ھانی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں داخل ہوتے تو کس عمل سے شروعات کرتے تھے؟ فرماتی ہیں: مسواک سے۔ (مسلم) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اس حدیث میں تمام اوقات میں مسواک کی فضیلت، اس کا اہتمام اور بار بار کرنے کا ثبوت ہے۔ اس سے گھر میں داخل ہوتے وقت مسواک کرنے کا مستحب ہونا بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں برکت اور جب گھر والوں سے گفتگو ہو تو انسیت کا سامان بھی ہے۔ (مسلم)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات میں دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر لوٹتے اور مسواک کرتے۔ (صحیح الجامع)

جمہور علماء کا مسلک ہے کہ مسواک کرنا تمام اوقات میں مستحب ہے۔ ہر وضو اور نماز کے وقت اس کی مزید تاکید ہے۔ نیند سے بیدار ہونے، گھر میں داخل ہونے اور منہ کی بو بدل جانے پر بھی اس کی تاکید آئی ہے۔ کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔ (بخاری ومسلم)

جس چیز کا حکم دیا جاتا ہے وہ واجب ہو جاتی ہے، چونکہ یہاں حکم نہیں دیا ہے اس لیے اسے مستحب مانا جائے گا۔ اللہ کے رسول کا ایک اور فرمان ہے جس میں نماز کی جگہ وضو کا لفظ ہے یعنی ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم دے دیتا۔ (بخاری) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات میں اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے ملتے۔ (مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ جب تہجد کے لیے اٹھتے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپ نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک سے اپنے منہ کو ملتے۔ خلاصہ یہ کہ نیند سے اٹھتے وقت اور عبادت وغیرہ کے وقت مسواک کرنا مشروع ہے۔ مسواک کے مستحب ہونے میں مرد وعورت، چھوٹے وبڑے کے درمیان کوئی فرق نہیں بلکہ سب کے لیے یکساں پسندیدہ عمل ہے۔ سب کو اس پر ثواب ملے گا۔ عام دلائل کی روشنی میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (النحل: ۹۷) ترجمہ: ”جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔“

غیر کی مسواک سے مسواک کرنے کا حکم: کسی اور کی مسواک سے اس کی مرضی سے بلا کراہت جائز ہے۔ اور سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے اسے دھولے پھر استعمال کرے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے تو مجھے دے دیتے تاکہ میں اسے دھولوں پھر اس سے مسواک کی ابتدا کروں، پھر اسے دھو کر آپ کو دے دوں۔ (ابوداؤد) اسی طرح کی ایک روایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کے موقع کی ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر میرے پاس آئے، ان کے پاس ایک مسواک تھی جس سے وہ مسواک کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر نظر پڑی تو میں نے ان سے کہا: اے عبدالرحمٰن! یہ مسواک مجھے دے دو چنانچہ انہوں نے مجھے دے دی۔ میں نے اسے چبایا اور (نرم کر کے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدیا۔ آپ نے اس سے اس حال میں مسواک کی کہ آپ میرے سینے سے سہارا لے کر بیٹھے ہوئے تھے۔ (بخاری)

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی اور کی مسواک کا استعمال بعض سلف کے نزدیک ناپسندیدہ نہیں ہے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ استعمال سے پہلے اسے دھولیا جائے۔ (معالم السنن)

حدیث کے اندر مسواک کے استعمال شدہ حصے کو کاٹنے کا ذکر ہے جس کی حکمت یہ ہے کہ جب استعمال کرتے کرتے اس کے جو ضروری اجزاء ہوتے ہیں وہ ختم ہوجاتے ہیں تو ان کو کاٹ کر پھینک دینا ضروری ہوجاتا ہے اور جب مسواک کسی اور کی ہوتو اور بھی اہم ہے۔ اطباء کا کہنا ہے کہ مسواک کے استعمال شدہ حصے کو کاٹ کر پھینک دینے کے دو فائدے ہیں: پہلا یہ کہ اس کے اندر جو مادے ہوتے ہیں وہ استعمال کے بعد ختم ہوجاتے ہیں۔ دوم یہ کہ استعمال شدہ حصے میں جراثیم اور دھول مٹی کا امکان رہتا ہے اور کاٹ کر پھینک دینے سے یہ اشتباہ ختم ہوجاتا ہے اور صاف ستھرا حصہ استعمال کرنے کو ملتا ہے۔ اسی لیے اطباء مشورہ دیتے ہیں کہ مسواک کو ایک دن استعمال کیا جائے، پھر استعمال شدہ حصے کو کاٹ دیا جائے اور نیا حصہ استعمال کیا جائے۔

کون سی مسواک مستحب ہے؟: پیلو کی مسواک سب سے بہتر ہے خاص طور پر اس کی جڑ۔ جہاں تک جواز کا مسئلہ ہے تو کسی بھی پاک وصاف درخت مثلاً کھجور، زیتون وغیرہ کی تر ٹہنی سے مسواک کرنا جائز ہے۔

ابو بکر بن عربی مالکی رحمہ اللہ نے فرمایا: سنت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے ہوئے درخت کی ٹہنی سے مسواک کی جائے۔ اس میں بھی افضل پیلو ہے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام اسی سے مسواک کیا کرتے تھے۔ اس سے دانت خوب صاف ہوتے ہیں اور اس کی خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے اور وہ نرم وملائم بھی رہتی ہے۔ اگر یہ نہ ملے تو صفائی اور نرمی میں جو اس جیسی ہو اس سے کی جائے۔ (ترمذی)

ابن قناصہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایسی مسواک مستحب ہے جو منہ کو صاف کرے اور اسے زخمی یا نقصان نہ پہنچائے اور منہ میں لگے نہیں جیسا کہ پیلو ہے۔ (مغنی)

انگلیوں سے مسواک: جب ٹہنی یا اس جیسی کوئی چیز نہ مل سکے تو انگلیوں سے مسواک کرنا جائز ہے کیونکہ دین میں آسانی ہے مشقت نہیں۔

روزہ دار کے مسواک کرنے کے سلسلے میں دو مذہب مشہور ہیں ایک یہ کہ زوال سے پہلے مکروہ ہے، دوسرا یہ کہ پورے دن میں کبھی بھی مسواک کرسکتے ہیں۔ دوسرا مذہب ہی راجح ہے کیونکہ مسواک کرنے کی ترغیب عام ہے اور کراہیت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں ان گنت بار مسواک کرتے ہوئے دیکھا۔ (احمد، ابوداود، ترمذی) مؤطا امام مالک میں ہے کہ انہوں نے علماء سے سنا ہے وہ رمضان میں مسواک کو دن کے کسی بھی حصے میں ناپسند نہیں کرتے اور نہ ہی میں نے کسی عالم سے سنا کہ وہ اسے ناپسند کرتا ہو یا اس سے منع کرتا ہو۔ (مؤطا) صحیحین میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت پر شاق نہ لگتا تو میں ہر نماز کے وقت اس کا حکم دے دیتا۔ (بخاری ومسلم) جبکہ ظہر وعصر زوال کے بعد ہی ہے۔

مسواک دائیں ہاتھ سے یا بائیں سے؟: (الف) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مسواک دائیں ہاتھ سے افضل ہے کیونکہ یہ پاکیزگی کے قبیل سے ہے اور اس کا تعلق سنت نبوی سے ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتا پہننا، کنگھی کرنا، صفائی ستھرائی اور تمام کاموں میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند تھا۔ (بخاری) تمام کاموں میں مسواک بھی شامل ہے اس لیے اسے دائیں ہاتھ سے کرنا پسندیدہ ٹھہرا۔

(ب) کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مسواک بائیں ہاتھ سے افضل ہے کیونکہ اس سے گندگی کا ازالہ اور منہ کی صفائی کی جاتی ہے۔ ان کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دایاں ہاتھ پاکی اور کھانے کے لیے اور بایاں ہاتھ قضائے حاجت اور گندگی صاف کرنے کے لیے خاص تھا۔ (ابوداود) چونکہ اس سے گندگی صاف ہوتی ہے لہٰذا اسے بائیں ہاتھ سے کیا جائے۔

دوسری دلیل حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ کو کھانے پینے اور کپڑا پہننے کے لیے اور بائیں کو ان کے علاوہ دیگر کاموں کے لیے خاص کر رکھا تھا۔ (ابوداود) جبکہ دائیں ہاتھ سے مسواک کرنے کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتا پہننا، کنگھی کرنا، صفائی ستھرائی اور تمام کاموں میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند تھا۔'' (بخاری) کا مطلب ہوا کہ مسواک منہ کے دائیں جانب سے شروع کی جائے۔ دائیں ہاتھ سے مسواک کرنے کی جہاں تک بات ہے تو اس کے لیے کوئی دلیل چاہیے۔ حالانکہ کسی نے بھی ایسی دلیل نقل نہیں کی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسواک کسی کپڑے کے ٹکڑے وغیرہ سے بھی کی جاسکتی ہے لیکن لکڑی (ٹہنی) افضل ہے اور اس میں بھی پیلو کی مسواک زیادہ بہتر ہے۔ موجودہ دور میں پیسٹ اور برش آگئے ہیں تو مسلمانوں نے مسواک کو چھوڑ دیا جس کے نتیجے میں ثواب اور اتباع نبوی سے محروم ہوگئے ہیں۔

اطباء کی تحقیق کی روشنی میں مسواک اور برش وپیسٹ کا موازنہ:

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسواک کسی کپڑے کے ٹکڑے، کسی کھردری صاف کرنے والی چیز سے بھی کی جا سکتی ہے لیکن بطور مسواک لکڑی (ٹہنی) کا استعمال بہتر اور پیلو کی مسواک اس سے بھی بہتر ہے۔(روضۃ الطالبین) اس زمانے میں پیسٹ اور دانتوں کے برش ایجاد ہو گئے ہیں اور لوگ مسواک کو بے کار سمجھ بیٹھے ہیں اور ثواب نیز اتباع رسول سے محروم ہو گئے ہیں۔ اطباء کی تحقیقات اور اقوال کی روشنی مسواک اور برش کا موازنہ اس طرح کیا جا سکتا ہے:

(۱) مسوڑھوں کی سوزش روکنے میں مسواک برش سے زیادہ مؤثر ثابت ہوئی ہے۔

(۲) مسواک صفائی وستھرائی کے نقطۂ نظر سے بہتر ہے کیونکہ اس میں فطری ریشے ہوتے ہیں جو برش کے ریشوں سے بہتر ہوتے ہیں اور اس کے ریشوں میں صاف کرنے والے عناصر مثلاً سوڈیم بائک کاربونیٹ اور سانگریل جیسے مادے موجود ہوتے ہیں اسی طرح اس میں جراثیم کش اور دانتوں کو سفید کرنے والے مادے بھی ہوتے ہیں جو کہ پیسٹوں میں موجود جھاگ والے مادوں سے بہتر ہوتے ہیں۔

(۳) مسواک میں اچھی خوشبو والے مادے ہوتے ہیں جو کہ پیسٹ میں نہیں پائے جاتے۔

(۴) مسواک میں فلورائڈ اور گلو کے علاوہ ایسے عناصر بھی پائے جاتے ہیں جو دانتوں کو سڑنے سے بچاتے ہیں، جراثیم کا مقابلہ کرتے ہیں اور منہ کے ٹشوز کی حفاظت کرتے ہیں۔

(۵) برش کے مقابلے مسواک، چونے اور تلچھٹ جو کھانے اور سونے کے بعد دانتوں پر جمع ہو جاتے ہیں ان کو ہٹانے میں زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے۔

(۶) مسواک ایسے متعدد مفید مادوں پر مشتمل ہوتی ہے جو کسی بھی پیسٹ یا منہ اور دانتوں کو صاف کرنے والی شے میں نہیں ہوتے۔

(۷) چونکہ پرانے ریشوں کو عادۃً کاٹ دیا جاتا ہے اس لیے مسواک کے ریشے بدلتے رہتے ہیں اور وہ جراثیم اور دھول مٹی سے پاک وصاف ہوتے ہیں برخلاف برش کے کہ ان میں گندگی لگی رہ سکتی ہے اور بیماریوں کے منتقل ہونے کا امکان بنا رہتا ہے۔

اس طرح مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ مسواک دانتوں کے لیے بہر حال برش اور پیسٹ سے بہتر ہے اور کیوں نہ ہو یہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

مسواک کے فائدے:

☆ مسواک منہ کی صفائی اور رب کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔(احمد، نسائی، ابن حبان)

☆ مسواک فطری عادات میں سے ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس باتیں فطرت سے ہیں۔ ان دس باتوں میں آپ نے مسواک کو بھی شمار کیا ہے۔(نسائی)

☆ امام صنعانی رحمہ اللہ نے تقبل السلام میں اور ابن الملقن نے بدر المنیر میں کہا ہے کہ مسواک کا ذکر سو سے بھی زائد احادیث میں آیا ہے۔ پھر امام صنعانیؒ نے فرمایا: تعجب ہے کہ ایسی سنت جس میں اتنی زیادہ احادیث وارد ہوئی ہیں اسے بھی بہت سے لوگوں نے چھوڑ رکھا ہے، بلکہ بہت سے فقہاء نے بھی اس جانب توجہ نہیں دی ہے جو کہ بڑے ہی خسارے اور نقصان کی بات ہے۔ اسی لیے سوتے وقت مسواک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کے سرہانے رکھی رہتی تھی۔ جب آپ بیدار ہوتے تو سب سے پہلے مسواک ہی کرتے۔(صحیح الجامع الصغیر)

☆ صحت وتندرستی کے ناحیے سے مسواک کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ وہ منہ کو تروتازہ رکھتی ہے، بلغم کو کم کرتی ہے، مسوڑھوں کو تقویت بخشتی ہے، دانتوں کو سڑنے سے بچاتی ہے، دانتوں کو صاف ستھرا رکھتی ہے، کھانے کو ہضم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے، اس سے نیند اچھی آتی ہے اور منہ کو ہر قسم کی بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

☆ ایک بات ہمیشہ ذہن میں رہنی چاہیے کہ مسواک سے پہلے یا بعد میں کسی دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلوص نیت کے ساتھ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ☆☆

مکتبہ ترجمان کی
نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	30/-
چمن اسلام اول	24/-
چمن اسلام دوم	30/-
چمن اسلام سوم	30/-
چمن اسلام چہارم	34/-
چمن اسلام پنجم	40/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	188/-

قساوت قلبی کا علاج

مولانا محمد محب اللہ بن سیف الدین محمدی

ہر انسان کا دل بدلتا رہتا ہے، کبھی خشونت وکٹھور پنی ہوتی ہے، تو کبھی دل نرم ہوتا ہے، بہتیرے لوگ قساوت قلبی، دل کا مردہ ہونا، بیمار، ٹیڑھا، مہر شدہ، تالا لگا ہوا، پتھروں جیسا سخت ہونا نیز أحس بقسوة فی قلبی، لا أجد لذة للعبادات، أشعر أن ایمانی فی الحضیض، لا اتأثر بقراءة القرآن، وغیرہ جیسے جملے اپنی زبانوں سے نکالتے ہیں، گویا وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا قلب قاسی، مقفل، مغفل، مریض، اعمی، اغلف، منکوس، مطبوع ومختوم علیہ ہے، تو انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ ایسا پانچ چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے:

1۔ کثرة مخالطة الناس، لوگوں سے زیادہ مصاحبت، بیجا میل جول، خیر کے کام سے غفلت، نمازوں عبادتوں اور طاعات کے وقت اپنے ساتھی ہمجولی، ہم عمر کے ساتھ چٹور پنی، موج ومستی کرنے میں مصروف ومشغوف رہنا۔

2۔ رکوبہ بحر التمنی زیادہ اور اونچا آسمان چھوتا ہوا خواب، شوق وتمنا یہ ایسا سمندر ہے جسکا ساحل ہی نہیں، یا ایسا دریا ہے جسکا کنارہ ہی نہیں، لا یملأ فاہ الا التراب، انسان اتنا طامع وحریص واقع ہوا ہے کہ قبر کی مٹی ہی اس کے خواہشات کے دروازے کو مقفل کرتی ہے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

3۔التعلق بغیر اللہ، رب حقیقی کو چھوڑ کر درگاہوں، مزاروں، قبروں میں نذر ونیاز چڑھانا، دوسرے کو رب بنانا، علماء ورحبان ہی کو متشرع، سمجھنا، وغیرہ وغیرہ

4۔الطعام، کھانے پینے ہی کو مقصد حیات سمجھنا، بھانت بھانت کے اکل وشرب، مختلف ڈشیں، نئے نئے فوڈ، اور طرح طرح کے انتظامات، جو معدے کے لئے بھی نقصان دہ ہے، اور روحانی وجسمانی دونوں کے لئے زہر ہلاہل ہے، مثل مشہور ہے "البطنة تذھب الفطنة"

علامہ ابن القیم الجوزیہؒ نے کثرة الاکل والشرب کے مفاسد کو بایں الفاظ ذکر کیا ہے۔

والأکل الکثیر یفسد فم المعدة، ویضعف الجسم، ویولد الریاح الغلیظة، والأدواء العسرة.(کتاب الطب النبوی صفحہ ۳۱۳)

5۔ کثرة النوم، زیادہ سونا مفسدات القلب میں سے ہیں، ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فانہ یمیت القلب، ویثقل البدن، ویضیع الوقت، ویورث کثرة الغفلة والکسل، ومنہ المکروہ جدا، ومنہ الضار غیر النافع للبدن (مدارج السالکین 1، 459)

زیادہ سونے سے دل مردہ ہوتا ہے، بدن بھاری ہوتا ہے، وقت کا ضیاع ہوتا ہے، اور اس کے نتیجے میں غفلت وسستی چھائی رہتی ہے، یعنی یہ جسم کے لئے بہت مضرت رساں ہے۔

بحوالة، موسوعة فقہ القلوب محمدبن ابراھیم التویجری مجلد ۲، ۱۳۵۲ تا ۱۳۵۳

معزز قارئین: انسان کو چاہیے کہ اپنے دل کا مراقبہ کرتے رہے، اپنے ایمان کا تعاہد کرتے رہے تجدید وصفائی کا یہ عمل جاری وساری رہنا چاہیے اسلئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما سمی القلب من تقلبہ، انما مثل القلب کمثل ریشة معلقة فی أصل شجرة یقلبھا الریح ظھر البطن وفی روایة مثل القلب کمثل ریشة بأرض فلاة تقلبھا الریح ظھرا لبطن (رواہ أحمد ۴، ۴۰۸، وھو فی صحیح الجامع ۲۳۶۵، وینظر أیضا ظلال الجنة فی تخریج السنة للألبانی ۱/۱۰۲)

اور دل ہی اصل ہے، جسم میں، اگر دل بیمار ہو جائے، یا اس میں ایمان کی کمی، عبادت وبندگی میں عدم لذت کا احساس ہو تو سمجھ لیجئے کہ آپ کا پورا جسم اس مرض سے کراہ رہا ہوگا تڑپتا، سکڑتا اور گلہ کرتا ہوا نظر آئے گا، روحانی وجسمانی دونوں اعتبار سے آپ کو فساد لاحق ہوگا، ضیق الصدر، تغیر المزاج، اور انحباس الطبع کا شکار ہوگا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ألا وان فی الجسد مضغة: اذا صلحت صلح الجسد کلہ، واذا فسدت فسد الجسد کلہ ألا وھی القلب (صحیح البخاری: ۵۲) ترجمہ: جان رکھو! بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا تو سارا بدن درست ہوگا اور جب وہ بگڑا تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے، سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ جس خالق نے انسانی جسم بنایا ہے اس نے دل کو پورے جسم کا محور بنایا ہے، اس کا ٹھیک ہونا پورے جسم کے ٹھیک ہونے کی علامت ہے اور اس کا بگڑ جانا پورے جسم کی تباہی و بربادی کا سبب ہے۔

یہاں دل سے متعلق ایک بات اور جان لیجئے پورے جسم میں دل اس قدر اہم، لائق اعتناء کیوں ہے، اللہ نے کس مقصد کے خاطر دل بنایا ہے؟ چنانچہ اس بارے میں جہنمیوں کی صفت کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (الاعراف:179)

ترجمہ: اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے، یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، یہی لوگ غافل ہیں۔

کیا خوب کہا کسی شاعر نے

اذا قسا القلب لم تنفع موعظة
كالأرض ان أسبخت لم ينفع المطر

شیخ صالح المنجد لکھتے ہیں کہ، لابد للمؤمن أن يتحس قلبه ويعرف مكمن الداء وسبب المرض ويشرع في العلاج قبل أن يطغى عليه الران فيهلك (ظاهرة ضعف الايمان الأعراض، الأسباب، العلاج صفحہ نمبر ۵)

ہر مؤمن کو چاہیے اپنے دل کا تتبع کرتا رہے، خبر گیری اور تفتیش کرتا رہے ، مرض دل کی حقیقت اور ان کے اسباب و دواعی کی معرفت حاصل کرتا رہے، اور قبل اسکے کہ وہ مرض پورے دل میں پھیل جائے اور ڈھاپ لے اور ران سی کیفیت پیدا ہو جائے ان کا علاج شروع کردے۔

تو آیئے ذیل کے سطور میں ہم اس فتاک و مہلک مرض کا علاج اور دواء شافی پیش کرتے ہیں، امید ہیں کہ ان تجویز کردہ دواؤں کا اہتمام کیا جائے گا،

1۔ کثرت سے اللہ کا ذکر

اللہ کو یاد کرنے سے دلوں کا کھٹور پن ختم ہوتا ہے، دل نرم ہوتا ہے، فرح و سرور ،نشاط و انتعاش پیدا ہوتا، خوف و خشیت الٰہی آتی ہے، دلوں کا روگ ختم ہوتا ہے، قلب مصقل و مصفی ہوتا ہے، مریض دل کو شفا ملتی ہے اور ذکر ہی اعمال صالحہ کی روح ہے، اللہ نے ذکر کا حکم دیا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ (سورة الكهف: ۲۴)

مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں ذكر الله دواء وذكر الناس داء اللہ کا ذکر دوا وعلاج ہے، انسانوں کا ذکر مرض ہے، ایک آدمی حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آیا اور شکایت کیا کہ میرا دل بہت کھٹور ہے، قساوت قلبی کے مرض کا شکار ہوں، تو امام حسن بصریؒ نے اسکو بتایا کہا ألنه بذكر الله رب کے ذکر سے دل کو نرم کرو، ذکر الٰہی سے درجات بلند ہوتے ہیں، سیئات دھلتے ہیں، گناہوں کا خاتمہ ہوتا ہے، آفات ٹلتے ہیں، کرب و درد کم ہوتا ہے، مصائب کوارث وحوادث سے محفوظ رہتا ہے، اور انشراح صدر وطمانیت قلب حاصل ہوتا ہے۔

جیسا کہ رب تعالیٰ نے فرمایا ألا بذكر الله تطمئن القلوب

کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں وصیت فرمائی، لايزال لسانك رطبا من ذكر الله (رواہ الترمذی۔۳۳۷۵)

ترک ذکر الٰہی دلوں کی قساوت کے اہم اسباب میں سے ہے، جیسا کہ شاعر کہتا ہے۔

فنسيان ذكر الله موت قلوبهم
وأجسامهم قبل القبور قبور
وأرواحهم في وحشة من جسومهم
وليس لهم حتى التشور نشور

علامہ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: في القلب قسوة لا يذهبها الا ذكر الله تعالى فينبغي للعبد أن يداوى قسوة قلبه بذكر الله تعالى، وقال رجل للحسن البصرى رحمه الله تعالى يا أبا سعيد أشكو اليك قسوة قلبى قال أذبه بالذكر، وهذا لأن القلب كلما اشتدت به الغفلة اشتدت به القسوة، فاذا ذكر الله تعالى ذابت تلك القسوة كما يذوب الرصاص في النار، فما أذيبت قسوة القلب بمثل ذكر الله عزوجل والذكر شفاء القلب ودواؤه، والغفلة مرضه وشفاؤها ودواؤها في ذكر الله (از كتاب، الوابل الصيب ورافع الكلم الطيب ۱۴۲ مكتبة دار البيان)

یعنی دل میں کھٹور پنی اور سختی جب ہوتی ہے تو اسکا ازالہ اور خاتمہ ذکر الٰہی سے ہوتا ہے، لہٰذا ہر بندہ کو چاہیے کہ قساوت قلبی کا علاج ذکر الٰہی سے کریں یعنی ذکر الٰہی دواء ہے دل کی سختی کے روگ کا۔

محترم قارئین ذکر الٰہی سے دل کو اصل روحانی غذا ملتی ہے جس سے اس کو سکون ملتا ہے اور زندہ رہتا ہے اور عدم ذکر سے مردہ ہوجاتا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہ، مثل الحی والمیت (صحیح البخاری:6407)

ترجمہ: اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔

ذکر الٰہی میں اس قدر برکت ہے کہ وہ دل کو ہی نہیں اس جگہ اور گھر کو بھی زندہ کر دیتا ہے جہاں ذکر کیا جاتا ہے۔فرمان رسول اللہ ہے:

مثل البیت الذی یذکر اللہ فیہ، والبیت الذی لا یذکر اللہ فیہ، مثل الحی والمیت (صحیح مسلم:779)

ترجمہ: جس گھر میں اللہ کی یاد ہوتی ہے اور جس گھر میں نہیں ہوتی وہ مثل زندہ اور مردہ کے ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب ایک صحابی نے رسولؐ سے کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کے احکام تو میرے لئے بہت ہیں کچھ ایسی چیز بتادیجئے جن پر مضبوطی سے جما رہوں تو آپ نے فرمایا: لا یزال لسانک رطبا من ذکر اللہ عزوجل (صحیح ابن ماجہ:3075) یعنی تمہاری زبان ہر وقت اللہ کی یاد اور ذکر سے تر رہے۔

ذکر میں اللہ کی توحید کا بیان، عبادت، تلاوت، تسبیح وتہلیل، دعا ومناجات اور توبہ استغفار سب شامل ہیں۔نماز ذکر کی عظیم صورت ہے اور سکون قلب کا باعث ہے، اللہ فرماتا ہے: واقم الصلاۃ لذکری یعنی تم میرے ذکر کے لئے نماز قائم کیا کرو۔ بلکہ پنج وقتہ نمازوں پہ محافظت غفلت کو دور کرتی ہے۔نبی ﷺ کا فرمان ہے:

من حافظ علی ہؤلاء الصلوات المکتوبات لم یکتب من الغافلین، ومن قرأ فی لیلۃ مئۃ آیۃ، کتب من القانتین (صحیح الترغیب:1437) ترجمہ: جو شخص پنج وقتہ نمازوں کی محافظت کرتا ہے وہ غافلوں میں سے نہیں لکھا جاتا ہے اور جو رات میں سو آیات کی تلاوت کرتا ہے اطاعت گزاروں میں لکھا جاتا ہے۔

تدبر، تفہم وتفکر قرآن: قرآن مقدس اللہ تعالیٰ کا وہ نازل کردہ کتاب ہے، جس میں ہر چیز واضح، بین، ظاہر ہے، اسے تبیانا لکل شئی کہا گیا ہے، اس میں ہر چیز کا علاج ہے، اور وہ دواء فعال ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین تنگئ دل یا مرض قساوت قلبی کا علاج یہ ہے قرآن مقدس میں غور وفکر کیا جائے، اس کے معانی ومفاہیم، اس میں پنہاں حکمت موعظت کو سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب پر غور وفکر کرتے تھے، رسول کے تدبر قرآن کے سلسلے میں واقعہ مشہور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ ایک رات تہجد کی نماز میں ایک ہی آیت کو دہرائے جا رہے تھے، اور تدبر وتفقہ کے سمندر میں غوطہ زن تھے یہاں تک کہ صبح ہوگئی، اور وہ یہ آیت ہے: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (المائدہ:۱۱۸) دیکھئے صفۃ صلاۃ النبی للالبانی صفحہ نمبر 102،

ابن حبان کی ایک روایت ہے 'عن عطاء: دخلت أنا وعبیدبن عمیر علی عائشۃ فقالت لعبید بن عمیر: قد آن لک أن تزورنا فقال: أقول یا أمۃ کما قال الأول: زر غبا تزدد حبا قال: فقالت: دعونا من رطانتکم ہذہ قال ابن عمیر: أخبرینا بأعجب شئی رأیتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: فسکتت ثم قالت: لما کان لیلۃ من اللیالی قال (یاعائشۃ ذرینی أتعبد اللیلۃ لربی) قلت: واللہ انی لأحب قربک وأحب ما سرک قالت: فقام فتطہرا ثم قام یصلی قالت: فلم یزل یبکی حتی بل حجرہ قالت: ثم بکی فلم یزل یبکی حتی بل لحیتہ قالت: ثم بکی فلم یزل یبکی حتی بل الأرض فجاء بلال یوذنہ بالصلاۃ فلما رآہ یبکی قال: یا رسول اللہ لم تبکی وقد غفر اللہ لک ما تقدم وما تأخر؟ قال: (أفلا أکون عبدا شکورا لقد نزلت علی اللیلۃ آیۃ ویل لمن قرأہا ولم یتفکر فیہا (ان فی خلق السموات والارض [آل عمران:190]

اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن پڑھتے تھے، پڑھاتے تھے اس پر تدبر کرتے تھے، اس سے متاثر بھی ہوتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رقیق القلب تھے، جب قرآن کی تلاوت کرتے تو اپنے آپ کو روک نہیں پاتے تھے اور رو بیٹھتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس آیت سے ان عذاب ربک لواقع " اتنا متاثر ہوئے کہ بیمار پڑ گئے۔

وسمع نشیجہ من وراء الصفوف لما قرأ قول اللہ عن یعقوب علیہ السلام انما أشکوا بثی وحزنی بحوالہ مناقب عمر لابن الجوزی ۱۶۷، وھکذا ینظر تفسیر ابن کثیر ۷، ۲۰۶/۴، دار الشعب.

وقال عثمان رضی اللہ عنہ "لو طہرک قلوبنا ما شبعت من کلام اللہ، وقتل مظلوما ودمہ علی مصحفہ، وأخبار الصحابۃ فی ہذا کثیرۃ، وعن ایوب قال سمعت سعیدا (ابن جبیر) یردد ہذہ الآیۃ فی الصلاۃ بضعا وعشرین مرۃ "واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ (بحوالہ

سیر أعلام النبلاء ۴،۳۲۴)

وقال ابراهیم بن بشار: ”الآیة التی مات فیها علی بن الفضیل، ولو تری اذ وقفوا علی النار فقالوا یا لیتنا نرد“ فی هذا الموضع مات، وکنت فیمن صلی علیه،

جس آیت پر علی بن الفضیل کی وفات ہوئی وہ آیت ہے،وَلَوْ تَرٰی اِذْ وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ. (الانعام:۳۰)

اسی آیت کے اسی مقام پر وفات پاگئے۔

تفکر أحد السلف مرة فی مثل من أمثال القرآن فلم یتبین له معناه فجعل یبکی فسئل ما یبکیک؟ فقال: ان الله عزوجل یقول تلک الأمثال نضربها للناس وما یعقلها الا العالمون وأنا لم أعقل المثل، فلست بعالم، فأبکی علی ضیاع العلم منی، بحواله ظاهرة ضعف الایمان للشیخ محمد صالح المنجد ۳۶

بعض سلف نے قرآن مجید میں مثالوں پر غور کیا تو اس کا مفہوم ان کو سمجھنے میں نہ آیا تو رونے لگے،کہا گیا کیوں رورہے ہو تو کہا کہ اللہ فرماتا ہے، تلک الامثال نضربها للناس ۔اور میں اس قرآنی امثال کو سمجھ نہیں پارہا ہوں،تو گویا میں عالم نہیں ہوں،لہذا میں اپنے علم کے ضیاع پر رورہا ہوں،

ویلخص ابن القیم رحمه الله ما علی المسلم أن یفعله لعلاج قسوة قلبه بالقرآن فیقول ملاک ذالک أمران أحدهما أن تنقل قلبک من وطن الدنیا فتسکنه فی وطن الآخرة، ثم تقبل به کله علی معانی القرآن واستجلائها وتدبرها وفهم ما یراد منه، وما نزل لأجله، وأخذ نصیبک من کل آیة، وتنزلها علی داء قلبک فاذا نزلت هذه الآیة علی داء القلب بری القلب باذن الله تعالی.

ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب قساوت قلبی کو دور کیا جائے قرآن کے ذریعہ تو ایک کام یہ کرے کہ اپنے دل کو اس داثر وفانی دنیا سے منتقل کرکے دائمی ازلی وابدی آخرت والی دنیا بسالے، پھر اس قرآن پر غور کرے، نظر امعان قرآن کو سمجھنے کے لئے گاڑ دے، اور سوچے کہ قرآن کی یہ آیات کیوں کر اتری، ان شاءاللہ تعالی قساوت قلبی، دل کی سختی دور ہوجائے گی۔

۳. اپنے آپ کو معصیت کی غلاظت سے دور رکھئے، یعنی اپنے جسم کے حصے، جوارح، ارکان کو گناہوں سے دور رکھئے، کان کو غیبت وچغلی، ڈھول تماشے، گانے باجے، وغیرہ سے محفوظ رکھئے، نگاہوں کو پست رکھئے، بری چیزوں کا مشاہدہ نہ کیجئے، زبان کی حفاظت کیجئے کذب وبہتان سے، دروغ گوئی، اور فحش کلامی وغیرہ سے بچائے رکھئے، بالخصوص زبان کو محفوظ رکھئے یہ ہلاک کرنے والا ہے، حضرت ابوبکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ لقینی کنت اخرس الا عن ذکر الله کاش کہ میں گونگے کی طرح ہوجاؤں یعنی اس کے طرح خاموش رہوں سوا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے۔

شاعر کہتا ہے۔

احفظ لسانک ایها الانسان
لا یلدغنک انه ثعبان
یموت الفتی من عثرة من لسانه
ولیس یموت المرء من عثرة الرجل
فعثرته من فیه ترمی برأسه
وعثرته بالرجل تبری علی محل

ومما قیل:

قدأفلح الساکت الصموت
کلامه قد یعد قوت

۴۔مجالس ذکر اور علماء کے دروس میں شرکت کرنا، صالحین اور علماء حق کی مجلس میں شرکت کرنا گویا آپ کا جنت کی راہ چلنا ہے، افسوس آج لوگ علماء سے کٹ رہے ہیں، دور ہورہے ہیں، حالانکہ مجلسوں میں شریک ہونے سے فتنوں سے، شبہات سے، شہوات سے، غلط افکار ومناہج سے بچیں گے، ہر طرح کا خیر ہوگا، ذکر کے حلقات، مجلس وعظ ونصیحت کے انتہائی عظیم فوائد ہیں ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، خیر کے کام کرنے کی ہمت بڑھتی ہے، ایمان میں اضافہ ہوتا ہے متعدد اسباب کی وجہ سے، مثلا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اجر وثواب حاصل ہوتا ہے، رحمتوں کی مینہ برستی ہے، سکونت کا نزول ہوتا ہے، ملائکہ گھیرے رہتے ہیں، حاضرین مجلس کے گناہ معاف ہوتے ہیں، وغیرہ وغیرہ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے لا یقعد قوم یذکرون الله الا حفتهم الملائکة وغشیتهم الرحمة ونزلت علیهم السکینة وذکرهم الله فیمن عنده (صحیح المسلم رقم:۲۷۰۰)

وعن سهل بن الحنظلیة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ما اجتمع قوم علی ذکر فتفرقوا عنه الا قیل لهم قوموا مغفورالکم (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

وقال ابن حجر رحمه الله: ویطلق ذکر الله، ویراد به المواظبة علی العمل بما أوجبه أو ندب الیه کتلاوة القرآن، وقرائة الحدیث،

ومدارسة العلم (فتح الباری ۱۱/ ۲۰۹ ط. دارالفکر)

ترجمہ: اور لفظ ذکر اللہ کا اطلاق کیا گیا ہے اس سے مراد مواظبت ومداومت برتنا ہے، وہ اعمال جو واجب ہیں یا مندوب ومستحبات، جیسے تلاوت قرآن، حدیث پڑھنا، علم سیکھنا سکھانا وغیرہ وغیرہ،

مجالس ذکر سے ایمان میں زیادتی پر مسلم شریف کی یہ حدیث دال ہے:

عن أبي ربعي حنظلة بن الربيع الأسيدي الكاتب أحد كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لقيني أبو بكر فقال: كيف أنت يا حنظلة؟ قلت: نافق حنظلة! قال: سبحان الله ما تقول؟ قلت: نكون عند رسول الله ﷺ يذكرنا بالجنة والنار كأنا رأي عين فاذا خرجنا من عند رسول الله ﷺ عافسنا الأزواج والأولاد والضيعات نسينا كثيرا، قال أبوبكر فوالله انا لنلقى مثل هذا، فانطلقت أنا وأبوبكر حتى دخلنا على رسول الله ﷺ فقلت: نافق حنظلة يا رسول الله! فقال رسول الله ﷺ وما ذاک؟ قلت: يا رسول الله ﷺ نكون عندک تذكرنا بالنار والجنة كأنا رأي العين فاذا خرجنا من عندک عافسنا الأزواج والأدلاد والضيعات نسينا كثيرا فقال رسول الله ﷺ والذي نفسي بيده، لو تدومون على ما تكونون عندي، وفي الذكر، لصافحتكم الملائكة على فرشكم وفي طرقكم، لكن يا حنظلة ساعة وساعة ثلاث مرات رواه مسلم (صحيح المسلم رقم ۲۷۵۰)

۵۔ تفاسیر قرآن کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنا، تفسیر بالماثور، سلف صالحین، اور صحیح العقیدہ، راسخین فی العلم علماء کی تفاسیر کا مطالعہ کرنا چاہیے، قرآن مجید میں مواعظ وعبر، ترغیب وترھیب، وعدوعید، قبر کی زیارت کرنا، قبر کی زیارت سے دل پگھلتا ہے، نرم ہوتا ہے، بعث بعد الموت وحشر کا منظر گھومتا ہے، ڈرتا ہے، سسکتا ہے، قبر کی سختیوں، اژدھے، وحشرات الارض کے طوفان کا خوف ہوتا ہے، منکر نکیر کے سوالات کے جوابات کا پس منظر ذہن میں آتا ہے تو دل نرم ہوتا ہے، یہ بہت بڑا سبب ہے قساوت قلبی دور کرنے کے لئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: فزوروا القبور فانها تذكر الموت (صحيح مسلم رقم الحديث ۹۷۶)

نسأل الله تبارک وتعالى أن يطهر قلوبنا ويشفي صدورنا وينور فؤادنا ويقينا شر أنفسنا.

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

ماہ شوال کا چاند دیکھنے کی اپیل

دہلی: ۳۰/ اپریل ۲۰۲۲ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مرکزی اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی، دہلی سے جاری ایک اخباری بیان میں عوام وخواص سے اپیل کی گئی ہے کہ مورخہ ۲۹/ رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ، مطابق یکم مئی ۲۰۲۲ء بروز اتوار ماہِ شوال ۱۴۴۳ھ کا چاند دیکھنے کا اہتمام کریں اور براہ کرم مصدقہ رؤیت کی اطلاع بلا تاخیر مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو فون نمبر: 011-23273407 پر دینا نہ بھولیں۔ نیز مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی کے اعلان رؤیت یا عدم رؤیت کے اعلان کے بعد ہی مقامی طور پر واٹس ایپ ودیگر ذرائع سے اعلان کریں اور امت وجماعت کو انتشار سے بچائیں۔ افراد ملت خصوصا احباب جماعت اس جانب حتی الامکان توجہ مبذول کریں اور اس سلسلے میں عجلت سے کام نہ لیں۔ ملی تنظیمیں اعلان سے قبل ایک دوسرے سے مشورہ کریں تاکہ امت وملت کسی طرح کے انتشار وخرخشے میں مبتلا نہ ہو۔ الحمد للہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اس حوالے سے بھی بھرپور کردار ادا کرتی ہے۔

شوال ۱۴۴۳ھ کا چاند نظر نہیں آیا
عید الفطر ۳/ مئی منگل کو ہوگی

دہلی: یکم مئی ۲۰۲۲ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی سے جاری اخباری بیان کے مطابق آج مورخہ ۲۹/ رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق یکم مئی ۲۰۲۲ء بروز اتوار بعد نماز مغرب بمقام اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی ''مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی'' دہلی کی ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی اور رؤیت ہلال ماہِ شوال کے سلسلے میں حسب سابق ملک کے اکثر صوبوں کے ذمہ داروں اور ملی تنظیموں سے بذریعہ فون رابطے کیے گئے مگر کسی بھی صوبہ سے رؤیت ہلال کی مصدقہ ومستند خبر موصول نہ ہوئی۔ بنابریں یہ فیصلہ کیا گیا کہ کل مورخہ ۲/ مئی ۲۰۲۲ء، بروز سوموار، رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ کی ۳۰ ویں تاریخ ہوگی اور عید الفطر ۳/ مئی منگل کو ہوگی۔ ان شاء اللہ

جماعتی خبریں

امیر محترم کا بنارس، بھدوھی اور مئو کا دورہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے رمضان کے موقع پر متعدد اہم مقامات بنارس، بھدوہی مئو، اعظم گڑھ اور دیگر مقامات کا دورہ کیا۔انھوں نے بھدوہی میں رمضان کے پہلے جمعہ کو بنگلہ والی مسجد میں خطبہ دیا اورمعززین شہراورلوگوں سے ملاقاتیں کیں اوراسی طرح بنارس کی متعدد مساجد ومقامات پر وعظ ونصیحت کی اورکورونا وائسرس کے دوران انتقال کرنے والے بہت سے معززین ومتعلقین کے ورثاء سے تعزیت کی اور حاجی انصاراحمد سریاں کی عیادت کی اور یہاں پر مرحومین کے ورثاء سے اظہارتعزیت اورکئی اہم بیمار شخصیتوں سے ملاقات کرکے ان کے لئے دعائیں کی۔استاذالاساتذہ فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن مبارکپوری حفظہ اللہ کی زیارت کی۔فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالعزیز عبیداللہ رحمانی حفظہ اللہ اورمولانا فضل حق مدنی حفظہ اللہ وغیرہ سے ملاقات ہوئی اور جماعت وجمعیت کے مختلف مسائل پرگفتگو ہوئی۔

امیرمحترم نے اس سفرمیں ڈاکٹر رضاءاللہ محمدادریس رحمہ اللہ کے خانوادہ سے ملاقات اور پرسش احوال کے ساتھ دارالتعلیم صوفی پورہ کی جامع مسجد میں خطاب کیا اورفضیلۃ الشیخ مولانا قرۃ العین کے ورثاء سے ملاقات کرکے پرسش احوال کی ۔اسی طرح مردم خیز ومعروف شہر بغدادعلم مئو ناتھ بھنجن کا بھی سرسری مختصردورہ کیا اور مولانا اقبال احمدمحمدی، مولانا شفیق عالم ندوی، مولانا مظہراعظمی وغیرہم کی معیت میں استاذ الاساتذہ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد اعظمی حفظہ اللہ کی عیادت کی اوراس کے علاوہ متعدد شخصیات اورعلماء سے ملاقات کی۔علاوہ ازیں مئو کی مشہور علمی شخصیت مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی حفظہ اللہ وتولاہ سے بھی ملاقات کی اور متعدد دینی، علمی اور جماعتی اور جمعیت کی تعمیر وترقی جیسے امور پرتبادلۂ خیال کیا۔(ادارہ)

فسادزدہ جگھوں کا دورہ: گزشتہ ماہ ۱۴/اپریل ۲۰۲۲ء کواہم ملی تنظیموں کی مختلف سرکردہ شخصیات کے ساتھ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے فسادزدہ علاقہ کرولی راجستھان کا دورہ کیااورمتاثرین سے ملاقات کی۔اس موقع پرمشترکہ وفد نے ایس ڈی ایم سے بھی ملاقات کی۔امیرمحترم نے اس موقع پرعوام سے بھائی چارہ بنائے رکھنے، افواہ سے بچنے اور آپسی تعاون اورمتاثرین کی زیادہ سے زیادہ مدد کی تلقین اورحکومت سے فسادزدہ علاقہ میں نقصانات کی بھرپائی کی اپیل کی۔بلاتفریق مذہب متاثرین خصوصاً جن کے گھراوردکان جلادیئے گئے ان سے اظہار ہمدردی کیااورمسلمانوں کے ساتھ جن کئی ہندوبھائیوں کی بھی دکانیں خاکستر ہوئی ہیں ان سے بھی وفد نے مل کر اظہار ہمدردی کیا۔اس موقع پرمتاثرین کی بازآبادکاری اورریلیف کے سلسلے میں مفید گفتگو ہوئی۔وفد نے اس دورے کے دوران لوگوں کے دردوکرب کومحسوس کیا اور ہونے والے نقصانات پراظہارافسوس اورغم زدہ لوگوں کی دلجوئی کی اوروفد نے یہ بھی محسوس کیا کہ دونوں فریقوں کے عوام الناس ایک زمانہ سے باہم میل جول کے ساتھ رہتے آئے ہیں اوران کواس فساداورآپسی دوری سے قلبی اذیت پہنچی ہے اور وہ ہرگز نہیں چاہتے کہ ان کی قومی یکجہتی اورآپسی بھائی چارہ میں آئندہ اس طرح کا کوئی سانحہ پیش آئے۔وفد نے دونوں فریق کےلوگوں کے بیانات اورحالات کے تناظرمیں ان کے اس دردوالم کو شدت سے محسوس کیا۔ اسی طرح دہلی میں فسادزدہ علاقہ جہانگیرپوری کا بھی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہندسمیت ملی تنظیموں پرمشتمل ایک مؤقر وفد نے دورہ کیااوروفد نے عوام وخواص اورمتاثرین سے آپسی بھائی چارہ اورامن وامان کوبنائے رکھنے کی اپیل کی۔(ادارہ)

مدرسہ تعلیم القرآن العزیزیہ کاسالانہ اجلاس عام: بتاریخ ۱۶-۱۷/مارچ بروز بدھ جمعرات یعنی ۱۲-۱۳/شعبان کو مدرسہ تعلیم القرآن العزیزیہ کا سالانہ اجلاس عام منعقدہوا جس کی صدارت مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم اعلیٰ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب نے کی اور نظامت کے فرائض حضرت مولانا محمد یعقوب ریاضی صاحب نے انجام دیا پروگرام کا آغاز قاری عبدالحفیظ عثمانی صاحب کی تلاوت قرآن سے ہوا تلاوت قرآن کے بعدعلماء کرام کی تقاریرکا سلسلہ شروع ہوا۔اجلاس کے پہلے خطیب حضرت مولانا محمدفرمان اثری صاحب نے ”تکبراور اس کے نقصانات“ پرخطاب کیا۔ ان کے بعدضلعی جمعیت اہل حدیث میرٹھ کے ناظم محترم فضیلۃ الشیخ مولانا محمدراشداثری صاحب نےتعلیم کےعنوان پرخطاب فرمایاحضرت مولانا محمدفاروق میواتی صاحب نےحقوق العباد کےمتعلق خطاب فرمایا۔حضرت مولانا محمدشعیب ریاضی صاحب نے علم کی اہمیت پرروشنی ڈالی، اورپھرآخر سے پہلے ناظم مدرسہ حضرت مولانا محمد یوسف سلفی صاحب نے”تعلیم اوراس کی ضرورت“ کےموضوع پرخطاب فرمایااوران کے بعدآخرمیں صدراجلاس مولانا محمدہارون سنابلی صاحب نےقرآن مجیداورسائنس کے موضوع پرخطاب فرمایا۔

اجلاس میں مدرسہ تعلیم القرآن العزیزیہ کےطلبہ وطالبات نے بہت ہی اچھے انداز میں پروگرام میں اپنی کارگردگی کوپیش کیا طلبہ طالبات نے الگ الگ موضوعات پرعربی زبان میں تقاریرپیش کی، اورپھران عربی تقاریرکااردوزبان میں ترجمہ کیا طلبہ وطالبات نے عربی نظم اورنعت کوبھی پیش کیا اجلاس کے آخر میں طلبہ وطالبات کو انعامات سےنوازا گیا۔انعامات فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمدہارون سنابلی صاحب کے دست مبارک سے دیئے گئے۔بالآخراجلاس عام کااختتام بچوں کی الوداعی دعائیہ نظم سے کیا گیا۔(الداعی: حضرت مولانا محمدیوسف سلفی صاحب (ناظم) مدرسہ تعلیم القرآن العزیزیہ، پیپلی کھیڑہ، ہاپوڑ روڈ، پوسٹ کھرکھوداوبجولی، ضلع میرٹھ(یوپی)

موقر اراکین مجلس عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ایک غیر معمولی قرارداد کے پیش نظر

احباب جماعت و محسنین کرام کے نام کھلا خط

مکرمی ومحترمی احباب جماعت ومحسنین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ مع اہل وعیال واحباب جماعت بخیر وعافیت ہوں گے۔

جیسا کہ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق و مدد اور محترم اراکین واحباب جماعت اور محسنین کرام کے تعاون سے دعوت وتنظیم، تعلیم وتربیت، بحث وتحقیق، نشر واشاعت، احصائیات وتعمیرات اور رفاہ عامہ جیسے اہم میدانوں میں بھرپور جدوجہد کررہی ہے اور کورونا کال میں بھی مختلف شعبہ جات، شعبۂ دعوت وارشاد، شعبۂ تعلیم وتربیت، شعبۂ استقبالیہ ودفتری امور، شعبۂ تنظیم، شعبۂ نشر واشاعت، شعبہ صحافت، میڈیا سیل، مکتبہ ترجمان، شعبۂ افتاء مجلس تحقیق علمی، مرکزی اہل حدیث رویت ہلال کمیٹی، شعبۂ مالیات، المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ، مکتبہ سید نذیر حسین محدث دہلوی، اسٹوڈنٹس گائیڈنس سینٹر، شعبۂ احصائیات، شعبۂ تعمیرات، شعبۂ رفاہ عامہ، شعبۂ قومی وملی امور وغیرہ کے ذریعہ پوری توانائی کے ساتھ اس کی دعوتی واصلاحی، تعلیمی وتربیتی اور رفاہی وتعمیراتی سرگرمیاں اور نشاطات جاری وساری ہیں۔ البتہ مسلسل دوسالوں سے کورونا کے پے درپے حملوں کے سبب احباب جماعت کا تعاون حاصل نہ ہوسکنے کی وجہ سے ان کاموں کا جاری رکھنا بڑا مشکل مسئلہ بن گیا ہے۔ جمعیت لاکھوں روپئے کی مقروض ہوگئی ہے۔ ماہ بماہ کارکنان وملازمین کی تنخواہیں اور تینوں مجلات کا اجرا اور الیکٹرک بل ودیگر دفتری مصارف ایسے ہیں جن کو کل پر ٹالا نہیں جاسکتا اور جو ہر روز اور ہر ماہ ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

مزید یہ کہ اہل حدیث کمپلیکس واقع اوکھلا دہلی میں ہمہ جہتی مقاصد کی تکمیل کے لیے ایک عالی شان بلڈنگ جس کا سنگ بنیاد ہزاروں اخوان واحباب جماعت کی موجودگی میں رکھا گیا تھا اس عظیم تعمیری منصوبے کی دوسری منزل کی تسقیف (ڈھلائی) کا کام ہوا چاہتا ہے جو ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے۔ نیز مرکزی دفتر واقع اہل حدیث منزل جامع مسجد، دہلی جس کی ازسرنو تعمیر اہل حدیثان ہند کا دیرینہ خواب تھا اور جو اپنی بوسیدگی کی حد کو پہنچ چکی تھی، اللہ کے فضل وکرم اور آپ جیسے مخلصین حضرات کے تعاون سے تعمیر کا کام تیسری منزل تک پہنچ چکا ہے جس کا تقریباً ایک چوتھائی کام ہی باقی ہے لیکن کافی قرض بھی چڑھ گیا ہے۔

چنانچہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مالی دشواری کے پیش نظر موقر مرکزی مجلس عاملہ نے اپنے حالیہ اجلاس منعقدہ ۹/مارچ ۲۰۲۲ء جس میں تمام صوبائی جمعیات کے ذمہ داران موجود تھے نے فیصلہ کیا ہے کہ پورے ملک میں ماہ ذوالقعدہ ۱۴۴۳ھ کا پہلا جمعہ (۳/جون ۲۰۲۲ء) مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے تعاون کے لیے مختص کیا جائے۔ اس فیصلے کو الحمدللہ ہر طرف سے پذیرائی حاصل ہورہی ہے اور جماعتی حلقوں میں اس حوالے سے جوش وخروش بھی پایا جارہا ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مالی دشواری اور موقر مرکزی مجلس عاملہ کے فیصلے کے پیش نظر ہم خدام جمعیت آپ سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ اپنے یہاں کی مساجد میں **مرکزی جمعیت کے تعاون کے لیے ماہ ذوالقعدہ کا پہلا جمعہ مختص فرمائیں اور اس حوالے سے ائمہ کرام کو مکلف کریں اور ترغیب دلائیں کہ وہ اس جمعہ کے لیے عوام وخواص کے اندر بیداری پیدا کریں، جمعہ کے خطبہ میں موثر انداز میں اعلان فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس تاریخی تعمیری کام کے لئے جوڑیں اور اس صدقہ جاریہ میں خود بھی شریک ہوں اور دوسروں کو بھی شریک وسہیم بنائیں۔** تاکہ وہ اپنے مرکز کو زیادہ سے زیادہ تعاون پیش کرسکیں اور جمعیت مالی دشواریوں سے باہر نکل کر اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھ سکے۔ اس موقع پر احباب جماعت وجمعیت کے دیگر مدات صرف کے ساتھ دونوں بلڈنگوں کے تعمیری فنڈ میں میں بھی حسب سہولت تعاون پیش کرسکتے ہیں۔

آپ سے مخلصانہ گزارش ہے کہ آپ خود بھی مرکز کے مالی استحکام کے لیے کوشش کریں، اپنے گرانقدر تعاون زکوۃ، صدقات اور عطیات سے نوازیں اور اپنے احباب، اہل خانہ اور حلقہ اثر کی توجہ بھی اس جانب مبذول فرمائیں اور جمع شدہ تعاون مندرجہ ذیل کھاتے میں جمع فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر سے نوازے اور جمعیت سے آپ کے والہانہ لگاؤ اور جمعیت کے کاز سے پرخلوص دلچسپی کو دوام بخشے اور دینی وملی خدمات کو قبول فرمائے، دین ودنیا کی خیرات وبرکات سے مالا مال فرمائے اور آپ کے مال واولاد اور صحت وعافیت میں برکت عطا کرے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اپیل کنندگان

جملہ ذمہ داران واراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل کی تعمیر و تکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے : (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292